رجسٹر نمبر ایل ۱۷۷۵

قال اللہ تعالیٰ وقرآنا فرقناه لتقرأه على الناس على مكث ونزلناه تنزيلا

چون آیت موصوفہ دال ست بر نافعیت تعلیم تدریجی برائے

عامۂ ناس حاضر باشند یا ملوی و نیز بر ضرورت تعلیم علوم قرآنیہ یعنی دینیہ مشتمل ست

بر مقاصد مبادی پس اتباعاً للنص المزبور صحیفۂ شہریہ کہ مشتمل بتدریج مشہور

مسمّٰے بہ

الہادی

جلد ۵ | بابت ماہ صفر المظفر سنہ ۱۳۴۸ھ | نمبر ۱۰

کہ جامع ست انواع علوم دینیہ را برائے ہر طالب جادی و مذکر ست در ہر مجلس و نادی

و مسکن ست برائے ہر جائع و صادی بصورت ترجمہ رسالۃ الانوار محمدی و تسہیل المواعظ

و حل انتباہات و کلید مثنوی و تشرف و حیوۃ المسلمین و ملفوظات و سیرۃ الصدیق کہ اکثر ازان مستفاد ست

از درگاہ ارشادی یعنی خانقاہ اشرفی امدادی بہ اہتمام محمد عثمان عفی عنہ رہبر راہ اسلامی

در محبوب المطابع دہلی مطبوع گردید

از کتبخانہ اشرفیہ در سبک دہلی بہ زندگانہ زر بر صدر میگردد

لہ بذا التفسیر العام ماخوذ من حدیث انس ... کتاب اللہ قضی بالرجم ۱۲

فہرست مضامین

رسالہ الہادی بابت ماہ صفر المظفر ۱۳۴۸ہجری

جو بہ برکت دعاء حکیم الامۃ محی السنۃ حضرت مولٰنا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہم العالی

کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی سے شائع ہوتا ہے

مقاصد وضوابط رسالہ "الہادی"

(۱) اس رسالہ کو شرعی مباحث کے سوا سیاسیات سے کوئی تعلق نہیں۔

(۲) رسالہ ہذا کا مقصود مسلمانوں کے ظاہر و باطن کی اصلاح ہے۔

(۳) ہر قمری مہینہ کی تین تاریخ کو رسالہ روانہ ہوجاتا ہے اگر کسی صاحب کے پاس رسالہ نہ پہونچے تو فوراً طلب فرمائیں اطلاع ملتے ہی دوبارہ روانہ کردیا جاتا ہے

(۴) رسالہ ہذا کی سالانہ قیمت عہ معہ محصول ڈاک ٹکٹ ہے اُن حضرات کے جو قیمت پیشگی رسال فرمائیں سب حضرات کی خدمت میں رسالہ وی۔پی۔ کیا جاتا ہے اور وی۔پی۔ کی صورت میں ۔۔۔ خرچ ۔۔۔ اضافہ کرکے ہ کا ویلیو کیا جاتا ہے اور ممالک غیر کی قیمت معہ محصول چار شلنگ چھ پنس مقرر ہے جو ہر حالت میں پیشگی لیجاتی ہے۔

(۵) ہر خریدار کو ابتدائے سال سے خریدار ہونا ضروری ہے اور رسالہ کا سال جمادی الاول سے شروع ہوتا ہے۔

(۶) رسالہ ہذا میں بجز اپنے کتب خانہ کی کتب کے کسی صاحب کا اشتہار یا کسی کتاب کا ریویو وغیرہ شائع نہیں کیا جاتا

(۷) رسالہ ہذا کی پرانی جلدیں بھی موجود رہتی ہیں مگر انکی قیمت میں اضافہ ہوجاتا ہے بجائے عہ کے معہ محصول (ے) علاوہ محصول مقرر ہے۔

الراقم

محمد عثمان مدیر رسالہ "الہادی" دریبہ کلاں۔ دہلی

وہ صدقہ کردیں گے) پھر آپ پر بیہوشی طاری ہو گئی اور حضرت عائشہ آپ کی حالت میں مشغول
ہو گئیں (اور دینار بھیجنے بھول گئیں) حتی کہ آپ نے کئی مرتبہ یہ فرمایا ہر مرتبہ آپ پر بیہوشی
طاری ہو جاتی تھی اور حضرت عائشہ آپ کی حالت میں مشغول ہو جاتی تھیں (آخر) حضرت
عائشہ نے اِن دیناروں کو حضرت علی کے پاس بھیجدیا اور انہوں نے وہ صدقہ کر دیئے
پیر کی شب میں شام ہی سے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سکرات الموت میں مبتلا
ہو گئے تھے۔ لہذا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے کنبہ کی ایک عورت کے پاس چراغ
بھیجا اور کہا کہ ہمارے چراغ میں اپنے کپے میں سے روغن ڈالکر بھیجدو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم آج شام سے سکرات الموت میں مبتلا ہیں (اور روشنی کی ضرورت ہے)

ف حدیث کے پہلے حصہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور نے رحلت مبارک کے
وقت اپنے گھر میں مال کا وجود بھی گوارا نہیں فرمایا تاکہ مُت فقیراً وَلَا تَمُت غنیاً کا
صحیح مصداق ہو جائے۔ دوسرے حصہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بیت نبوت اسباب معاشرت
سے اسقدر خالی تھا کہ روشنی کے لیئے چراغ میں تیل بھی نہ تھا۔ سبحان اللہ
اسکو طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے اسکے راوی ثقہ ہیں صحاح میں قابل
احتجاج ہیں اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں بروایت عائشہ بالمعنی روایت کیا۔
حضرت عبداللہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں ایک روز ابوذر
رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھا اور اس روز انکو وظیفہ ملا تھا لونڈی ان کے ہمراہ تھی اسنے ان کے تمام
ضروری کاموں کو پورا کرنا شروع کیا تو سات (درہم یا دینار) ان کے پاس بچ رہے حضرت
ابوذر نے اسسے کہا کہ ان کے پیسے لیلو میں نے کہا اگر آپ انکو کسی پیش آنے والی حاجت
کے لیے یا کسی آنے والے مہمان کے لیے رکھہ چھوڑتے، تو اچھا تھا کہنے لگے میرے
خلیل (سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم) نے مجھکو تاکید سے فرمایا ہے کہ جس سونے چاندی کو
بند کرکر کہا جاوے گا وہ مالک کے حق میں جہنم کی آگ ہو جائیگا تاوقتیکہ اسکو اللہ کے
راستے میں خرچ نکردے اسکو امام احمد نے روایت کیا رجال سند رجال صحیح ہیں نیز اسکو
طبرانی نے اختصار کے ساتھہ روایت کیا اس کے الفاظ یہ ہیں "میں نے حضور اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ جس شخص نے سونے چاندی کو روک کر رکھا اور اسکو خرچ نہ کیا تو وہ قیامت کے روز آگ کی چنگاری بنجائے گا اور اُس سے اِس شخص پر داغ لگائے جائیں گے یہ الفاظ طبرانی کے ہیں اِن کے رجال سند بھی رجال صحیح ہیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تین پرندے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہدیہ گئے آپمیں سے ایک پرندہ آپ نے اپنی خادمہ کو دے دیا۔ جب اگلا روز ہوا تو وہ اسکو لیکر حضور کی خدمت میں آئی حضور نے فرمایا کیا میں نے تمکو کل کے واسطے کوئی چیز رکھنے سے منع نہیں کیا تھا۔ کیونکہ کل کا رزق اللہ پاک خود دیں گے۔

اسکو ابو یعلی اور بیہقی نے روایت کیا رواۃ ابو یعلی کے ثقات ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نیز مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل کے لئے کچھہ نہیں چھوڑا کرتے تھے اسکو ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور بیہقی نے بروایت جعفر بن سلیمان ضبعی عن ثابت عنہ روایت کیا۔ حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا میں نہیں چاہتا کہ میرے پاس احد (پہاڑ) کے برابر سونا ہو اور میں تیسرے روز کی صبح تک زندہ رہوں اور میرے پاس اسمیں سے کچھہ بھی باقی رہے بجز اس حصے کے جسکو میں قرض کے لئے رکھوں۔

اسکو بزار نے بروایت عطیۃ عن ابی سعید روایت کیا۔ یہہ اسناد حسن ہے اور اسکے شواہد بھی ہیں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ مجھہ سے حضرت ابوذر نے کہا کہ اے میرے بھتیجے میں ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک پکڑے ہوئے آپکے ہمراہ تھا آپنے فرمایا اے ابوذر! میں نہیں چاہتا کہ میرے پاس اُحد کی برابر سونا چاندی ہو اور میں اسکو اللہ کی راہ میں خرچ کرتا رہوں اور جس روز میں مروں تو اسمیں سے ایک قیراط بھی باقی رہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ایک قنطار آپنے فرمایا میں تو کمی کی طرف جاتا ہوں اور تم زیادتی کی طرف میں آخرت کا قصد کرتا ہوں اور تم دنیا کا آپنے تین مرتبہ فرمایا ایک قیراط ایک قیراط ایک قیراط۔

ف۔ قیراط ایک مثقال کا بیسواں حصہ ہوتا ہے اور قنطار مال کثیر کو کہتے ہیں

سکو بزار نے باسناد حسن روایت کیا۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کی طرف متوجہ ہوکر
رمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں نہیں چاہتا کہ احد اولاد محمد
صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سونا بنا دیا جائے اور میں اسکو اللہ کی راہ میں خرچ کرتا رہوں اور
س روز میں مروں تو اسمیں سے دو دینار بھی میرے پاس بچیں ہاں اگر قرض ہو تو اس کے
دا کرنے کے لیئے دو دینار اسکو امام احمد اور ابو یعلی نے روایت کیا اور اسناد امام احمد کی جید قوی ہے

حضرت قیس بن ابو حازم سے مروی ہے کہ میں سعید بن مسعود کے مکان پر عیادت کے لیے گیا تو
نہوں نے کہا میں نہیں جانتا ہوں کہ لوگ کیا کہتے ہیں لیکن (میرا مذہب تو یہ ہی) کاش کہ جو میری صندوق
یں ہے یہ انگارے ہوتے تو اچھا تھا جب وہ مرگئے تو لوگوں نے اس صندوق میں دیکھا تو ایک ہزار یا
و ہزار تھے اسکو طبرانی نے کبیر میں باسناد حسن روایت کیا۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک شخص مر گیا اور اسکو کوئی کفن
ل سکا تو اسکو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر کیا گیا آپ نے فرمایا اس کے تہبند کی اندرونی تہ میں دیکھو لوگوں نے
یکھا تو ایک یا دو دینار پائے گئے آپ نے فرمایا کہ یہ (جہنم کی آگ کے) دو داغ ہیں ایک روایت میں ہے کہ اصحاب صفہ
یں ایک شخص کا انتقال ہوا تو اسکے تہبند میں سے ایک دینار پایا گیا حضور نے ارشاد فرمایا یہ (جہنم کی آگ کا)
یک داغ ہے پھر ایک اور شخص کا اصحاب صفہ میں سے انتقال ہوا تو اس کے تہبند میں دو دینار پائے گئے آپ نے
رمایا یہ (جہنم کی آگ کے) دو داغ ہیں۔ اسکو امام احمد نے اور طبرانی نے چند طرق سے روایت کیا
نمیں سے بعض کے روات ثقہ اور معتمد ہیں بجز شہر بن حوشب کے۔

۹۳

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص اہل صفہ میں سے
ر گیا تو لوگوں نے اس کے شملہ (دستار کا پلو) میں دو دینار پائے لوگوں نے حضور اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکا ذکر کیا آپ نے فرمایا یہ (جہنم کی آگ کے) دو داغ ہیں۔ اسکو
مام احمد نے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ حافظ منذری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے
یں کہ یہ سزا اور عذاب ان لوگوں کے حق میں اس وجہ سے تھا کہ یہ لوگ باوجودیکہ فقر
ور تنگدستی کو ظاہر کرتے تھے اور جو صدقات آتے تھے فقرا کے ساتھ اسمیں شریک

ہوتے تھے اور پھر انہوں نے تمال جوڑا تھا۔ واللہ اعلم

ف لہذا جو شخص اپنی حالت فقیروں کی سی رکھتا ہے اور اپنے کو فقیر کہتا ہے زکوٰۃ وصدقات کہاتا ہے اور پھر مال کو جوڑ کر رکھتا ہے اسکی یہی سزا ہے۔ واللہ اعلم

حضرت سلمتہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں ایک جنازہ لایا گیا پھر دوسرا لایا گیا تو آپ نے فرمایا کہ کیا اس نے کچھ چھوڑا ہے لوگوں نے عرض کیا کہ نہیں آپ نے فرمایا تو کیا کچھ (مال) چھوڑا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا تین دینار۔ تو آپ نے انگلی کا اشارہ کرکے فرمایا تین داغ ہیں۔ (نار جہنم کے) الحدیث اسکو امام احمد نے باسناد جید روایت کیا اور یہ الفاظ انہی کے ہیں اور امام بخاری نے اس کی مانند اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک گاؤں والا جنگ خیبر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جہاد میں شریک ہوا تو دو دینار (مال غنیمت میں سے) اس کے حصے میں آئے اعرابی نے انکو لیکر اپنی عبا کے تہ میں کہا ادسا دسپر سلائی کرکے لپیٹ دیا (اتفاق سے) اعرابی مرگیا تو وہ دینار پائے گئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ سے اس کا ذکر کیا گیا آپ نے فرمایا یہ (جہنم کی آگ سے) دو داغ ہیں۔

اسکو امام احمد نے روایت کیا ہے اور اسکی اسناد حسن ہے متابعات میں کچھ حرج نہیں۔

عورت کو اپنے شوہر کے مال میں سے اسکی اجازت کے بعد صدقہ کرنیکی ترغیب اور اجازت نہ ہونیکی صورت میں صدقہ کرنیسے ترہیب

(۱) عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا کہ عورت بلا اپنے گھر کی بربادی کا ارادہ کیئے جب گھر کے کھانے میں سے کچھ خیر خیرات کر دیتی ہے تو اسکو خرچ کرنے کا اجر ملتا ہے اور اس کے شوہر کو اس کے کمانے کا اور انہیں کی برابر خازن (یعنی محافظ) کو بھی ثواب ہوتا ہے اور ان میں سے

ایک کو اجر ملنا دوسرے کے اجر میں کمی بھی نہیں کرتا۔

یہ حدیث بخاری و مسلم نے روایت کی ہے۔ یہ الفاظ (مذکورہ) مسلم کے ہیں اور ابوداؤد ابن ماجہ ترمذی۔ نسائی نے بھی اور ابن حبان نے اپنی (کتاب) صحیح میں روایت کی ہے۔ اور بعض محدثین کے نزدیک خیر خیرات کے لفظ کی جگہ خرچ کرنے کا لفظ ہے۔

(۲) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ کسی عورت کو شوہر کے گھر ہوتے ہوئے بلا اسکی اجازت (نفلی) روزہ رکھنا جائز نہیں ہے اور نہ یہ جائز ہے کہ شوہر کی بلا اجازت کسی (اجنبی) کو اپنے گھر میں آنے کی اجازت دے یہ حدیث بخاری مسلم اور ابوداؤد نے روایت کی ہے۔ اور ابوداؤد کی روایت میں یوں بھی ہے کہ کسی نے ابوہریرہ رضہ سے یہ پوچھا کہ کیا عورت اپنے شوہر کے گھر میں سے کچھ خیر خیرات کر سکتی ہے (یعنی جائز ہے یا نہیں) فرمایا نہیں ہاں کھانے پینے کی چیزیں سے اور ثواب (اس کا) دونوں کو ہوگا اور عورت کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ شوہر کے روپے پیسے میں سے بلا اسکی اجازت کچھ خیرات کرے۔ رزین نے اپنی (کتاب) جامع میں یہ زیادہ بیان کیا ہے کہ اگر شوہر نے بیوی کو اجازت دیدی تو ثواب دونوں کو ہوگا اور اگر عورت نے بلا اجازت خرچ کیا تو اس کا ثواب شوہر کو ہوگا اور عورت کو (بلا اجازت خرچ کرنے کا) گناہ ہوگا

(۳) عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا کہ کسی عورت کو اپنے شوہر کی بلا اجازت بخشش کرنی جائز نہیں ہے یہ حدیث ابوداؤد نے روایت کی ہے اور نسائی نے عمرو بن شعیب کی سند سے روایت کی ہے۔

(۴) اسماء رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں میں نے (حضرت سے) پوچھا تھا کہ یا رسول اللہ میرے پاس اپنا مال تو کچھ بھی نہیں ہے سوائے اس کے کہ جو میرے شوہر) زبیر ہی مجھے کچھ دے دیں تو کیا (ان کے دیے میں سے) میں خیر خیرات کر سکتی ہوں فرمایا (ہاں برابر) خیرات کرو اور (خیرات کرنے سے) ہاتھ نہ روکو ورنہ اللہ میاں

۹۵

تمھیں دینے سے ہاتھ روک لیں گے۔ اور ایک روایت میں یوں ہے کہ یہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور یہ عرض کیا کہ حضرت میرے پاس تو کچھ ہے نہیں سوائے اس کے کہ جو (میرے شوہر) میرے پاس لے آئیں تو کیا مجھے کچھ گناہ ہوگا۔ اگر ان کے لائے میں سے میں کچھ خرچ کردوں فرمایا (نہیں) جتنا تم سے ہو سکے خرچ کردو اور دینے سے ہاتھ روکو ہی نہیں ورنہ اللہ میاں تمہیں دینے سے ہاتھ روک لیں گے۔ یہ حدیث بخاری مسلم ابو داؤد ترمذی نے روایت کی ہے۔

(۵) عمرو بن شعیب سے مروی ہے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں ان کے والد اپنے دادا سے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ حضور نے یہ فرمایا تھا کہ جب عورت اپنے شوہر کے مال میں سے خیرات کرتی ہے تو اسکو بھی ثواب ہوتا ہے اور اسی کے برابر اس کے شوہر کو بھی۔ ایک کو ثواب ملنا دوسرے کے ثواب میں ذرا کمی نہیں کرتا۔ شوہر کو کمانے کا ثواب ہوتا ہے عورت کو خرچ کرنے کا۔ یہ حدیث ترمذی نے روایت کرکے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے۔

(۶) ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے حضور اپنے حجۃ الوداع کے خطبہ میں فرما رہے تھے کہ عورت اپنے شوہر کے مال میں سے بلا اسکی اجازت کوئی چیز خرچ نہ کرے کسی نے پوچھا کہ یا رسول اللہ کیا ناج دانہ بھی کسیکو نہ دے فرمایا کہ ناج دانہ تو ہمارے اعلیٰ درجہ کے اموال میں سے ہے (ہاں معمولی روٹی وغیرہ دے دینا جسکی عادۃً شوہر کی طرف سے اجازت ہوتی ہے جائز ہے) یہ حدیث ترمذی نے روایت کی ہے۔ اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے۔

کھانا کھلانے پانی پلانے کی ترغیب اور ایسا نہ کرنے سے ترہیب

(۱) عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ (میرے حق میں) اسلام کا کونسا کام بہتر ہے۔ فرمایا کھانا

کھلایا کرو اور سلام علیک کیا کرو جسے جانو اسے بھی اور جسے نہ جانو اسے بھی۔ یہ حدیث بخاری مسلم اور نسائی نے روایت کی ہے۔

(۲) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے عرض کیا تھا کہ یارسول اللہ جس وقت میں آپکو دیکھتا ہوں میرا دل باغ باغ ہو جاتا ہے۔ اور میری آنکھوں میں ٹھنڈک پڑجاتی ہے اب آپ مجھ سے کل چیز (کی پیدائش) کو بیان فرما دیجئے فرمایا ہر چیز پانی سے پیدا کی گئی ہے میں نے کہا حضور مجھے کوئی ایسا عمل بھی بتلا دیجئے کہ جب میں اسے کرلوں تو بس جنتی ہی ہو جاؤں فرمایا (غریبوں کو) کھانے کھلایا کرو۔ سلام سب کو کیا کرو۔ صلہ رحمی کیا کرو۔ رات کو اور لوگ سوتے ہوں تم (تہجد کی) نماز پڑھا کرو ایسا کرو گے تو آرام سے ساتھ جنت میں چلے جاؤ گے یہ حدیث امام احمد نے روایت کی ہے اور ابن حبان نے بھی اپنی (کتاب) صحیح میں لفظ ابن حبان ہی کے ہیں اور حاکم نے اسے روایت کرکے صحیح الاسناد کہا ہے۔

(۳) عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا کہ (خدائے) رحمٰن کی عبادت کیا کرو (غریبوں کو) کھانے کھلایا کرو سلام زیادہ کیا کرو جنتی ہو جاؤ گے۔ یہ حدیث ترمذی نے روایت کرکے کہا ہے کہ حسن صحیح ہے۔

(۴) انہیں عمرو رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جنت میں ایسے اعلیٰ درجہ کے بالاخانے ہیں کہ (بوجہ شفاف ہونے کے) ان کا باہر اندر سے نظر آتا ہے اور اندر باہر سے نظر آتا ہے۔ ابو مالک اشعری نے پوچھا کہ حضرت یہ ہیں کن لوگوں کے لیے فرمایا ایسوں کے لیے ہیں جو نرمی سے بولیں (غریبوں کو) کھانے کھلائیں لوگ سوتے ہوں وہ کھڑے تہجد پڑھتے ہوں۔ یہ حدیث طبرانی نے حسن سند کے ساتھ (اپنی کتاب) کبیر میں روایت کی ہے اور حاکم نے بھی روایت کی ہے اور یہ کہا ہے کہ بخاری مسلم کی شرط (صحیح) پر صحیح ہے۔

۹۷

(۵) ابومالک اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا تھا کہ جنت میں ایسے بڑھیا بالاخانے ہیں کہ ان کا باہر اندر سے دیکھ لو اور اندر کا حصہ باہر سے دیکھ لو۔ یہ اللہ میاں نے ایسے آدمیوں کے لیے تیار کیئے ہیں جو کھانے کھلائیں سلام پھیلائیں لوگ راتوں کو سوئے ہوئے ہوں وہ نمازیں پڑھیں یہ حدیث ابن حبان نے اپنی (کتاب) صحیح میں نقل کی ہے

(۶) حمزہ بن صہیب سے مروی ہے وہ اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں ان کے والد فرماتے ہیں مجھ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ فرمایا کہ تم کھانے میں فضول خرچی کرتے ہو (کہ غریبوں کو کھلانے کا حق ادا نہیں کرتے) کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے حضور فرماتے تھے کہ تم میں بہترین وہ ہیں جو (غریبوں کو) کھلانا کھلائیں۔ یہ حدیث ابو الشیخ بن حبان نے اپنی کتاب الثواب میں روایت کی ہے اسکی سند میں ایک راوی عبداللہ ابن محمد بن عقیل ہیں جنکا حال مجھے اب تک معلوم نہیں (کہ معتبر ہیں یا غیر معتبر)

(۷) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ (غریبوں کو) کھانا کھلانا سلام زیادہ کرنا لوگوں کو سوتے چھوڑ کر (تہجد کی) نماز پڑھنا (گناہوں کے لیے) کفارات ہیں۔ یہ حدیث حاکم نے روایت کرکے کہا ہے کہ صحیح الاسناد ہے۔

(۸) عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ میں اول مرتبہ تشریف لائے تو (آپ کو دیکھنے کے لیے) آپ کی طرف بہت لوگ دوڑے آئے اور انہیں حاضرین میں میں بھی تھا میں نے جسوقت آپ کا منور چہرہ دیکھ کر (آثار سعادت میں) غور و تامل کیا تو فوراً میرے دل نے یہ گواہی دی کہ یہ چہرہ جھوٹے کا کبھی نہیں ہوسکتا اور سب سے پہلی بات جو میں نے آپ سے سُنی وہ یہ تھی ... آپ نے فرمایا کہ اے لوگو سلام زیادہ کرنے کی عادت کرو (غریبوں کو) کھانے کھلاؤ رات کو لوگوں کے سونے کے وقت نمازیں پڑھو

جنتی ہو جاؤ گے یعنی) سلامتی کے ساتھ جنت میں چلے جاؤ گے۔ یہ حدیث ترمذی نے روایت کر کے حدیث حسن صحیح کہا ہے ابن ماجہ اور حاکم نے بھی روایت کی ہے انھوں نے بخاری مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے۔

(۹) جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا تھا کہ غریب مسلمان کو کھانا کھلانا خدا کی رحمت آنے کے اسباب میں سے ہے۔ یہ حدیث حاکم نے روایت کر کے اسکو صحیح کہا ہے اور بیہقی نے اس سند سے متصل اور مرسل دونوں طرح نقل کی ہے مگر ان کے الفاظ یہ ہیں کہ بھوکے مسلمان کو کھانا کھلانا مغفرت ہونے کے اسباب میں سے ہے یہی حدیث ابوالشیخ نے کتاب الثواب میں نقل کی ہے ان کے الفاظ یہ ہیں کہ بھوکے مسلمان کو کھانا کھلانا جنتی ہونے کے اسباب میں سے ہے۔

(۱۰) عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں آپ نے فرمایا تھا کہ جس طرح کوئی (شوقین) آدمی اپنے بچھیرے یا بوتے کو پالتا اور موٹا تازہ کرتا ہے اسی طرح اللہ میاں تمھاری صدقہ کی ہوئی کھجور اور کھانے کے لقمہ کو پالتا اور بڑھاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ بڑھ بڑھ کر احد پہاڑ کی برابر ہو جاتا ہے۔ یہ حدیث ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کی ہے۔ یہ حدیث اور ابو برزہ کی بھی ایک حدیث پہلے کہیں آچکی ہے کہ بندہ روٹی کا ذرا سا گالا بھی صدقہ کرتا ہے تو وہ اللہ میاں کے ہاں بڑھ کر احد پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے۔

(۱۱) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا کہ روٹی کے ایک لقمہ اور کھجور کے ایک گلے کی وجہ سے یا اور ایسی کوئی چیز ہو جس سے کسی غریب کو فائدہ پہنچے اللہ میاں تین آدمیوں کو جنتی بنا دیتے ہیں اول تو وہ مرد جس نے اس کے دینے کے لیے کہا ہو دوسرے وہ عورت جس نے وہ تیار کی ہو تیسرے وہ خادم جس نے جا کر فقیر کو دیا ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بیان فرما کر یہ بھی فرمایا تھا کہ شکر ہے اللہ میاں کا کہ جو ہمارے خادم تک کو بھی نہ بھولے (کہ اس کے ثواب کو بھی ذکر کیا) یہ حدیث طبرانی نے اوسط میں اور حاکم نے (اپنی کسی کتاب میں) روایت کی ہے۔

(۱۲) ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا تھا کہ بنی اسرائیل میں ایک عابد تھا جو ساٹھ برس سے اپنی خانقاہ میں اللہ کی
عبادت کر رہا تھا اور (برسات میں) بارش ہو کر زمین خوب سرسبز ہو رہی تھی کہ یہ
(اپنے دل میں) کہنے لگا کہ اگر میں خانقاہ سے باہر ذکر الٰہی کیا کروں تو مجھے اور زیادہ
ثواب ہوگا چنانچہ یہ باہر آگیا اس کے پاس ایک یا دو روٹی بھی تھیں یہ باہر پھر ہی رہا تھا
کہ اسے ایک عورت مل گئی اور آپس میں دونوں کی باتیں ہوتے ہوتے زنا کی نوبت
آگئی اور زنا کے بعد اس پر بیہوشی ہوگئی پھر (ہوش آنے کے بعد) یہ نہانے کے لیے تالاب میں
اترا اتنے میں اس کے پاس ایک فقیر آیا اور اس نے اشارے سے فقیر سے کہا کہ یہ دونوں
روٹیاں تم لیلو اور جب ہی مر گیا پھر (درگاہ خداوندی میں) اسکی ساٹھ برس کی عبادت اس
زنا سے تولی گئی تو زنا کا وزن نیکیوں سے بڑھا رہا پھر وہ ایک یا دو روٹی مع اسکی نیکیوں
کے اس زنا سے تولی گئی تو نیکیوں کا وزن زیادہ ہوگیا اور اسی سے اسکی مغفرت ہوگئی
یہ حدیث ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کی ہے۔ ۱۰۰

(۱۳) براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں گاؤں کا ایک آدمی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے کوئی ایسا
عمل بتلا دیجئے جو مجھے جنتی بنا دے آپ نے فرمایا کہ تم نے بات تو مختصر ہی کہی ہے مگر تمہارا
سوال بہت لمبا چوڑا ہے خیر اب تم ایک غلام آزاد کر دیا آزادی غلام میں حصہ لو اور اگر
اتنی وسعت نہ ہو تو بھوکے کو کھلاؤ پیاسے کو پانی پلاؤ۔ یہ حدیث امام احمد نے اور ابن
حبان نے اپنی صحیح میں روایت کی ہے اور بیہقی نے بھی یہ حدیث پوری انشاء اللہ باب
عتق میں آئے گی۔

(۱۴) عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جس نے اپنے (مسلمان) بھائی کو پیٹ بھر کر کھانا کھلا دیا اور پیاس میں
بھر پانی پلا دیا ایسے آدمی کو اللہ میاں دوزخ سے سات خندقوں کی دوری پر کر دیں
گے ہر دو خندقوں کے بیچ میں پانسو برس کی مسافت کا فاصلہ ہوگا یہ حدیث طبرانی نے

بیر میں ابو الشیخ نے ثواب میں روایت کی ہے۔ حاکم اور بیہقی نے بھی روایت کی ہے
کم نے اسکو صحیح الاسناد بھی کہا ہے۔

(۱۵) انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
رمایا تھا کہ سب سے افضل (اور اعلیٰ درجہ کا) صدقہ یہ ہے کہ کسی جاندار کا پیٹ بھر دو
حدیث ابو الشیخ نے ثواب میں روایت کی ہے اور بیہقی نے بھی یہ لفظ بیہقی کے ہیں
ن دونو موقعوں اور اصبہانی نے ہشام کے مؤذن زربی کی روایت سے انہوں نے
حضرت انس سے نقل کی ہے۔ ابو الشیخ اور اصبہانی کے لفظ یہ ہیں (انس) فرماتے ہیں
یں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے حضور فرماتے تھے کہ بھوکے
پیٹ بھر کر کھلانے سے بڑھکر کوئی بھی عمل نہیں ہے۔

(۱۶) ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا تھا کہ جس مؤمن نے کسی مؤمن کو بھوک بھر کھلادیا اللہ میاں اس کھلانے والے کو
قیامت کے دن جنت کے پھل کھلائیگا اور جس مؤمن نے پیاسے مؤمن کو پانی پلادیا
اللہ میاں قیامت کے دن (اعلیٰ درجہ کی) مہری شراب اسے پلائیگا اور جس مومن نے کسی
مومن کو بوجہ ننگے ہونے کے کپڑا پہنادیا اللہ میاں اسے قیامت کے دن جنتی جوڑا پہنائیگا
یہ حدیث ترمذی نے روایت کی ہے یہ لفظ بھی انہیں کے ہیں اور ابوداؤد نے بھی روایت
کی ہے اور ابوداؤد نے جن لفظوں سے روایت کی ہے وہ آگے آئے گی۔ ترمذی نے اسے
حدیث غریب کہا ہے اور ابو سعیدؓ پر موقوف کرکے بھی روایت کیا ہے اور صحیح بھی زیادہ تر
وہی ہے۔ یہی حدیث ابن ابی الدنیا نے کتاب اصطناع المعروف میں ابن مسعود پر موقوف
کرکے نقل کی ہے۔ اس کے یہ الفاظ ہیں فرمایا کہ لوگ قیامت کے دن بالکل ننگے بالکل
بھوکے بالکل پیاسے اور بہت ہی مصیبت زدہ پریشان (قبروں سے) اٹھائے جائیں
گے پھر جس کسی نے اللہ واسطے کسی کو کپڑا پہنایا ہوگا اسے اللہ میاں کپڑے پہنائیں گے
اور جس نے للہ کھانا کھلایا ہوگا اسے کھانا کھلائیں گے جس نے پانی پلایا ہوگا اسے پانی
پلائیں گے اور جس نے اور عمل اللہ واسطے کیا ہوگا اسے اللہ اس کا بدلہ دیں گے اور

۱۰۱

جس نے اللہ کی خوشنودی کے لئے کسی کا قصور معاف کیا ہوگا اسکو اللہ معافی دیں گے یہ حدیث ان (مذکورہ) لفظوں سے مرفوعاً بھی مروی ہوئی ہے۔

(۱۷) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے حضور فرماتے تھے کہ قیامت کے دن اللہ میاں (ایک بندے سے) فرمائیں گے کہ اے ابن آدم میں بیمار ہوا تھا تو مجھے پوچھنے تک بھی نہ آیا بندہ عرض کرے گا الہی تمہیں پوچھنے میں کیسے آتا اور (تم بیمار ہی کیوں ہونے لگے تھے کیونکہ) تم تو دنیا بھر کے رب (اور مالک) ہو (تمہاری شان کے بیماری کہاں شایاں ہے) اللہ فرمائیں گے کہ تجھے اتنی خبر نہیں کہ میرا فلاں بندہ بیمار رہا تھا اسے تو پوچھنے تک کو نہیں گیا یاد رکھہ اگر تو اسکی بیمار پرسی کو چلا جاتا تو مجھے اس کے پاس ہی پاتا (اور اسکی بیمار پرسی سے اسکی خوشی میری ہی خوشی ہوتی)۔ اے ابن آدم میں نے تجھہ سے کھانا مانگا تھا مجھے تو نے کھانا نہیں دیا بندہ عرض کرے گا الہی میں تمہیں کھانا کیسے دیتا تم تو خدائے قادر ہو حکم ہوگا

۱۰۲

کہ تجھے معلوم نہیں کہ میرے فلاں بندے نے تجھہ سے کھانا طلب کیا تھا اسے تو نے کھانا نہیں دیا دیکھ اگر تو اُسے کھانا دے دیتا تو وہ کھانا اب تجھے یہاں ملجاتا۔ اے ابن آدم میں نے تجھہ سے پانی مانگا تھا تو نے مجھے پانی نہیں پلایا یہ عرض کرے گا اے اللہ میں تمہیں کیسے کچھہ پلاتا تم تو ساری دنیا کے پرورش کنندہ ہو فرمائیں گے کہ میرے فلاں بندے نے تجھہ سے پانی مانگا تھا اسے تو نے نہیں پلایا۔ یہ یقینی بات ہے کہ اگر تو اسے پانی پلا دیتا تو وہ پلایا ہوا اب میرے پاس تجھے یہاں ملجاتا۔ یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے۔

(۱۸) انہیں ابو ہریرہ سے یہ بھی مروی ہے فرماتے ہیں (ایک روز) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ آج تم میں سے کس کا روزہ ہے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میرا روزہ ہے حضور نے (دوبارہ صحابہ سے) پوچھا کہ آج تم میں کسی نے کسی غریب محتاج کو کھانا کھلایا ہے اس کے جواب میں بھی حضرت صدیق ہی نے عرض کیا کہ ہاں میں نے کھانا کھلایا ہے حضور نے پھر سب سے پوچھا کہ آج تم میں سے کوئی جنازہ کیساتھہ گیا تھا اس پر بھی ابوبکر ہی بولے کہ حضور میں جنازہ کے ساتھ

بھی گیا تھا۔ حضور نے پھر فرمایا کہ تم میں سے آج کسی نے کسی مریض کی عیادت بھی کی ہے اس کا جواب بھی ابو بکر ہی نے دیا کہ ہاں حضور اکرم میں نے آج عیادت بھی کی ہے۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ اتنے خیر کے کام جس میں بھی کبھی جمع ہوں گے وہ ضرور ہی جنتی ہوگا۔ یہ حدیث ابن خزیمہ نے اپنی (کتاب) صحیح میں روایت کی ہے۔

(۱۹) عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اعمال میں سب سے افضل کونسا عمل ہے فرمایا مومن کا دل خوش کر دینا (مثلاً) بھوکا ہو تو اس کا پیٹ بھر دینا اگر ننگا ہو تو کپڑا پہنا دینا یا اور کوئی حاجت روائی کر دینا۔ یہ حدیث طبرانی نے اوسط میں روایت کی ہے اور ابو الشیخ نے ثواب میں ابن عمر کی سند سے اسی طرح روایت کی ہے۔ انہیں ابن عمر کی ایک روایت میں یوں ہے کہ اعمال میں سب سے زیادہ پیارا عمل اللہ کو مسلمان کا دل خوش کر دینا ہے یا اسکی تکلیف کو رفع کر دینا یا (پیٹ بھر کے) بھوک رفع کر دینا یا قرض سے سبکدوش کر دینا۔

۱۰۳

(۲۰) معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا تھا کہ جس نے کسی بھوکے مسلمان کو پیٹ بھر کر کھانا کھلا دیا تو اللہ میاں اسے جنت کے دروازوں میں سے ایسے دروازے سے داخل کریں گے کہ اس دروازے سے سوائے ایسے آدمی کے اور کوئی داخل نہ ہو سکے گا۔ یہ حدیث طبرانی نے کبیر میں روایت کی ہے۔

(۲۱) جعفر عبدی اور حسن (بصری) سے مروی ہے دونوں فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اللہ میاں اپنے فرشتوں سے ایسے آدمیوں کے باعث فخر کرتے ہیں کہ جو اللہ کے (غریب) بندوں کو کھانے کھلاتے ہیں۔ ابو الشیخ نے یہ حدیث ثواب میں مرسل طریقہ سے روایت کی ہے۔

(۲۲) جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تین خصلتیں ایسی ہیں کہ جس میں یہ تینوں ہوں اس پر اللہ میاں اپنی رحمت پھیلا دیں گے اور جنت میں اسے داخل کر دیں گے ایک تو ضعیف (غریب) کے

ساتھ نرمی برتنا دوسرے والدین کے ساتھ شفقت برتنا۔ تیسرے مملوک (یعنی غلام) کے ساتھ احسان کرنا اور (ان تینوں کے علاوہ) تین چیزیں اور ہیں یہ جس میں ہوں گی اُس کو اللہ میاں اُس دن اپنے عرش کے سایہ میں رکھیں گے جس دن سوائے اُس کے سایہ کے اور کسی چیز کا سایہ ہی نہ ہوگا (وہ تین چیزیں یہ ہیں) اعضا میں تکلیف ہونے کی حالت میں وضو کرنا اور اندھیرے میں (برائے نماز) مسجد جانا اور بھوکے کا پیٹ بھر دینا۔ اس حدیث میں سے امام ترمذی نے صرف پہلی ہی تین چیزیں روایت کی ہیں اور کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے یہی حدیث ابوالشیخ نے ثواب میں اور ابوالقاسم اصبہانی نے پوری نقل کی ہے۔

(۲۳) علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ فرماتے ہیں مجھے یہ بات کہ میں اپنے چند بھائی مسلمانوں کو دو چار سیر کھانے پر جمع کرلوں اِس سے زیادہ پسند ہے کہ بازار میں جاکر ایک غلام خریدوں اور پھر اسے آزاد کروں (کیونکہ آزادی میں صرف ایک کا دل خوش کرنا ہے اور کھلانے میں کئی کا) یہ روایت ابوالشیخ نے ثواب میں موقوفاً نقل کی ہے۔

۱۰۴

(۲۴) حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا تھا کہ مجھے یہ بات کہ میں اپنے ایک بھائی کو اللہ واسطے صرف ایک لقمہ کھلادوں اِس سے زیادہ پسند ہے کہ کسی غریب مسکین کو ایک چونی خیرات دیدوں علی ہذا القیاس اپنے بھائی کو للہ ایک چونی دے دینا مجھے اِس سے زیادہ محبوب ہے کہ کسی مسکین کو سو روپے دوں۔ یہ حدیث ابوالشیخ نے روایت کی ہے اور شاید یہ بھی پہلی کی طرح موقوف ہے۔

(۲۵) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا تھا کہ دو آدمی کہیں جنگل میں سفر کر رہے تھے انہیں سے ایک عابد (زاہد) تھا دوسرا رند گنہگار تھا۔ عابد کو اِس قدر پیاس لگی کہ (مارے شدت پیاس کے) زمین پر گر پڑا اور وہ رند اسے دیکھ رہا تھا کہ یہ پڑا ہوا ہے (اور اس رند کے پاس پانی بھی تھا) پھر کہنے لگا کہ واللہ اگر یہ نیک بندہ میرے پاس پانی ہوتے ہوئے پیاسا مر گیا تو میرے لیے خدا کے ہاں کبھی کوئی صورت بھلائی (اور نجات) کی

نہیں ہوگی اور اگر میں نے اپنا پانی اسکو پلا دیا تو میں (پیاسا) مرجاؤں گا۔ پھر اس نے اللہ پر توکل کر کے کچھ پانی تو اس پر چھڑکا (تاکہ ہوش آجائے) اور (ہوش آنے کے بعد) بچا ہوا اس کو پلا دیا۔ اس نے (ہشیار ہوکر) اٹھ کے اپنا سفر طے کر لیا (پھر دونوں کا انتقال ہوگیا) اور حساب کے لیے اس رند کو اٹھایا گیا اور جب ہی اسکو دوزخ میں لیجانے کا حکم ہوگیا ابھی فرشتے اس کو لے ہی جا رہے تھے کہ اس نے اُس عابد کو دیکھا اور اس سے کہا کہ اے فلانے کیا تو مجھے نہیں پہچانتا اس نے پوچھا تو کون ہے اس نے کہا میں وہی تو ہوں کہ میں نے اس جنگل والے دن جب تجھے اپنی جان سے زیادہ عزیز سمجھا تھا (کہ اپنے لیے پانی نہیں رکھا سب تجھے ہی پلا دیا) عابد نے کہا ہاں کیوں نہیں میں تجھے پہچانتا ہوں پھر یہ عابد فرشتوں سے کہنے لگا کہ ذرا ٹھیرو وہ ٹھیر گئے۔ عابد نے جناب الٰہی میں دعا کی کہ الٰہی اس کا احسان میرے ذمہ ہونا تجھے خوب یاد ہے اور یہ بھی کہ اس نے اپنی جان سے زیادہ مجھے کس طرح عزیز سمجھا تھا اے اللہ اسکو تو تم مجھے ہی ہبہ کر دو (کہ میں جو چاہوں اسکو کروں) حکم ہوا کہ بس تو یہ تیرا ہی ہے چنانچہ وہ اس رند کا ہاتھ پکڑ کے لے گیا اور جنت میں پہنچا دیا (مولف کتاب فرماتے ہیں) میں نے ابو ظلال سے پوچھا کہ کیا حدیث تم سے حضرت انس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے انہوں نے فرمایا کہ ہاں۔ یہ حدیث طبرانی نے اوسط میں روایت کی ہے اور ابو ظلال کا نام ھلال بن سوید یا ابن ابی سوید ہے۔ بخاری اور ابن حبان نے فقط انکو ثقہ بھی کہا ہے۔

(۲۶) ثابت بنانی سے مروی ہے وہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انس آنحضرت سے روایت کرتے ہیں کہ جنتیوں میں سے ایک آدمی قیامت کے دن دوزخیوں کو جھانک کر دیکھے گا تو ان دوزخیوں میں سے ایک آدمی اسکو آواز دیگا اور کہیگا کہ اے فلانے کیا مجھے پہچانتا ہے وہ کہیگا نہیں واللہ میں تجھے بالکل نہیں پہچانتا۔ کہ تو کون ہے دوزخی کہیگا میں وہی ہوں کہ دنیا میں تو میرے پاس کو چلا جا رہا تھا تو نے مجھ سے پینے کو پانی مانگا تو میں نے تجھے جب ہی پانی پلا دیا۔ جنتی کہے گا اب میں نے

تجھے پہچان لیا وہ کہے گا کہ اب تو میری خدا کے سامنے سفارش کر دے چنانچہ یہ جناب الٰہی میں التجا کرے گا اور (اپنا یہ سب حال) کہے گا کہ الٰہی میں نے دوزخ کو ذرا جھانکا تھا تو دوزخیوں میں سے مجھے ایک نے آواز دی اور یہ کہا کہ کیا تو مجھے پہچانتا ہے میں نے کہا نہیں واللہ میں بالکل نہیں پہچانتا کہ تو کون ہے کون تہیں اس نے کہا میں وہی تو ہوں کہ دنیا میں تو میرے پاس سے گذرا تھا تو نے مجھ سے پینے کے لیے پانی مانگا میں نے جب ہی تجھے پانی پلا دیا (اس صلہ کے بدلہ میں) اب تو اپنے خدا کے سامنے میری سعی سفارش کر دے سوائے میرے رب میری سفارش اس کے حق میں قبول فرمائیے (اور اسکو دوزخ سے نجات دو) چنانچہ خدائے تعالیٰ اسکی سفارش قبول فرما کر حکم دیدیں گے اور اسکو دوزخ سے نکال لیا جائے گا۔ یہ حدیث ابن ماجہ نے (کچھ فرق سے) روایت کی ہے ان کے لفظ یہ ہیں کہ قیامت کے دن لوگوں کی متعدد صفیں ہو جائیں گی۔ پھر جنتیوں کا ان صفوں کے پاس کو گذر ہوگا ایک دوزخی جنتی کے پاس کو جاتا ہوا اس سے کہے گا کہ اے فلانے کیا تجھے وہ دن یاد نہیں کہ تو نے (مجھ سے) پانی مانگا تھا اور میں نے تجھے پانی پلا دیا تھا۔ حضور نے فرمایا کہ بس اس سلوک کے باعث وہ اسکی سفارش کر دے گا پھر ایک جنتی کا ایک دوزخی کے پاس کو گذر ہوگا اور دوزخی جنتی سے کہے گا کہ کیا وہ دن تمہیں یاد نہیں ہے کہ میں نے تمہیں وضو کو پانی دیا تھا چنانچہ اس پر یہ جنتی اسکی سفارش کرے گا پھر اور جنتی کا گذر ہوگا اس سے بھی ایک دوزخی کہے گا کہ کیا تمہیں فلاں دن یاد نہیں کہ مجھے تم نے اپنے ایک کام کے لیے بھیجا تھا میں تمہارے کہنے سے گیا تھا پھر یہ جنتی بھی اسکی سفارش کرے گا۔ اصبہانی نے یہ حدیث ابن ماجہ کی طرح روایت کی ہے

(۲۷) کدیر ضبی سے مروی ہے کہ ایک دیہاتی آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ عرض کیا کہ حضور مجھے کوئی ایسا عمل بتلا دیجئے کہ جو مجھے جنت میں پہنچا دے اور دوزخ سے بچا دے۔ حضور نے فرمایا کیا تجھے جنت و دوزخ ہی کے فکر نے یہاں بھیجا ہے کہنے لگا ہاں حضور نے فرمایا کہ (اچھا) جب ہی بولو انصاف

۱۰۶

کی بات کہیئے اور اپنی ضرورت سے زائد بانٹتے رہو کہنے لگا حضور قسم ہے اللہ کی یہ مجھ سے نہیں ہو سکے گا نہ تو میں ہر وقت انصاف کی بات کہہ سکوں گا اور نہ حضرت میں اپنی ضرورت سے زائد کو بانٹ سکونگا (اسلیئے مجھ پر تو کچھ آسانی ہونی چاہیئے) آپ نے فرمایا کہ (اچھا غریبوں کو) کھانا کھلایا کرو اور سلام علیک کرنے کی کثرت کیا کرو کہنے لگا کہ حضرت جی یہ بات بھی مشکل ہی ہے آپ نے پوچھا کہ تیرے ہاں اونٹ بھی ہیں۔ کہا ہیں فرمایا تو بس اپنے اونٹوں میں سے ایک اونٹ لیلو اور ایک مشک اور جن غریب آدمیوں کو بلا ایک دن بیچ دیے روزانہ پانی پینا نصیب نہیں ہوتا ان کو پانی پلایا کرو کیا عجب ہے کہ نہ اتنے تمہارا اونٹ مرے اور نہ مشک پھٹے کہ اس سے پہلے ہی پہلے تمہیں جنت ملجائے۔ راوی کہتے ہیں (یہ سنکر) وہ دہقانی اللہ اکبر کے نعرے لگاتا ہوا چلا گیا اسکے بعد (رسول اللہ کی پیشین گوئی کے موافق) نہ ابھی اسکی مشک پھٹی تھی اور نہ اونٹ مرنے پایا تھا کہ وہ شہید ہو گیا۔

یہ حدیث طبرانی نے کبیر میں روایت کی ہے اور بیہقی نے بھی طبرانی کے راوی کدیر (راوی) تک صحیح کے راوی ہیں اور خزیمہ نے اپنی (کتاب) صحیح میں اختصار کے ساتھ نقل کی ہے۔ اور یہ کہا ہے کہ اس حدیث کا کدیر سے ابو اسحٰق کا سننا میرے نزدیک ثابت نہیں ہوا۔ حافظ صاحب (مولف کتاب) فرماتے ہیں کہ ابو اسحٰق کا کدیر سے سننا ثابت ہے لیکن یہ حدیث مرسل ہے ابن خزیمہ کو وہم ہو گیا ہے جو انہوں نے کدیر کو صحابی قرار دیا ہے اور اپنی کتاب میں انکی روایت بھی لائے ہیں کدیر (صحابی نہیں ہیں) تابعی شیعہ مذہب ہیں بخاری اور امام نسائی نے انپر بہت لے دے کی ہے ابو حاتم وغیرہ نے انکو راوی قرار دیا ہے اور ایک جماعت (علماء) نے انکو صحابہ میں شمار کیا ہے مگر یہ ان لوگوں کا وہم اور غلط ہے واللہ اعلم۔

۱۰۷

(۲۸) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی آیا اور یہ پوچھا کہ (حضور) ایسا عمل کونسا ہے جسکو کرنے سے میں جنتی ہو جاؤں آپ نے فرمایا کیا تم ایسے شہر میں رہتے ہو کہ جہاں دوسری جگہ سے پانی لایا جاتا ہے کہنے لگا ہاں فرمایا تو بس تم ایک نئی مشک خرید لو اور اس کے (پرانی ہونے اور) پھٹنے تک پانی پلاؤ بس یہ مشک پھٹنے نہیں پائے گی کہ تم جنت میں پہنچ جاؤ گے یہ حدیث

طبرانی نے کبیر میں روایت کی ہے اسکی سند کے راوی سوائے ایک یحیٰی حمانی کے سب ثقہ (اور معتبر) ہیں۔

(۲۹) عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ عرض کیا کہ حضور میں اپنے حوض کے لیے پانی کھینچتا ہوں اور اپنے ہی اونٹوں کو پلانے کے لیے جب اسے بھر لیتا ہوں تو کسیوں کا اونٹ آجاتا ہے میں اُسے بھی پینے دیتا ہوں تو کیا اس میں مجھے کچھ ثواب ہوگا حضور نے فرمایا کہ ثواب تو ہر جاندار کو آرام پہنچانے میں ہے (خواہ آدمی یا حیوان ہو) یہ حدیث امام احمد نے روایت کی ہے اور اس کے راوی ثقہ (معتبر) مشہور ہیں۔

(۳۰) محمود بن ربیع سے مروی ہے کہ سراقہ بن جعشم نے دریافت کیا تھا کہ یا رسول اللہ میرے (اپنے اونٹوں کو پانی پلانے کے) حوض پر کسی کا کھویا ہوا اونٹ آجاتا ہے تو میں اگر اسے پانی پلادوں تو کیا مجھے اس میں کچھ ثواب ہوگا۔ فرمایا پلادیا کرو ہر جاندار کی خدمت کرنے میں اجر ہے۔ یہ حدیث ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کی ہے اور ابن ماجہ اور بیہقی نے بھی۔

۱۰۸

(۳۱) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ایک آدمی چلا جارہا تھا راستہ میں گرمی (اور پیاس) اسے بہت معلوم ہوئی تو اسے ایک باؤلی مل گئی اس میں اتر کر اس نے پانی پیا اور باہر آکر کیا دیکھتا ہے کہ ایک کتا ہانپ رہا ہے اور پیاس کے مارے گیلی مٹی کھا رہا ہے یہ آدمی (اپنے دل میں) کہنے لگا کہ پیاس کے مارے اس کتے کی بھی وہی حالت ہو رہی ہے جو میری ہوگئی تھی چنانچہ یہ پھر باؤلی میں اترا اور (برتن پاس نہ ہونے کی وجہ سے) اپنے موزے میں پانی بھر کر لایا۔ اور اس کتے کو پلادیا اور اللہ کا شکر ادا کیا (کہ اس نے ایک کار خیر کرادیا ہے) پھر اس کا انتقال ہوگیا تو اسی سے اسکی مغفرت ہوگئی اس پر صحابہ کہنے لگے کہ یا رسول اللہ کیا ان چوپاؤں کی خدمت کرنے میں بھی ہمیں ثواب ملتا ہے فرمایا کہ ہر جاندار کی خدمت کرنے میں ثواب ہے۔ یہ حدیث امام مالک بخاری مسلم ابو داؤد نے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کی ہے مگر ابن حبان نے اتنا اور کہا ہے کہ اس نے اللہ کا

شکر کیا تو اللہ نے اسے جنت میں پہنچا دیا۔

(۳۲) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ سات چیزیں ایسی ہیں جن کا ثواب آدمی کو اس کے مرنے کے بعد قبر میں بھی ہوتا رہتا ہے ایک تو علم دین کہ کسی کو پڑھا دیا ہو یا کوئی نہر کھدوا دی ہو۔ یا کنواں کھدوا دیا اور بنوا دیا ہو۔ یا کوئی پھلدار درخت لگا دیا ہو۔ یا مسجد بنوا دی ہو یا قرآن شریف ورثہ ترکہ میں چھوڑ گیا ہو یا ایسی نیک اولاد چھوڑ گیا ہو جو اس کے لیے (اس کے مرنے کے بعد) استغفار کرے۔ حدیث بزار نے اور حلیہ میں نعیم نے روایت کی ہے اور قتادہ کی سند سے اس کو غریب بھی کہا ہے کیونکہ عزرمی سے صرف ابو نعیم نے روایت کی ہے (حافظ صاحب مؤلف کتاب فرماتے ہیں) پہلے یہ بیان ہو چکا ہے کہ یہی حدیث ابو ہریرہ کی حسن سند کے ساتھ ابن ماجہ نے بھی ذکر کی ہے لیکن انہوں نے پھلدار درخت لگانے اور کنواں کھدوانے کا ذکر نہیں کیا ان دونوں کی جگہ صدقہ اور مسافر خانہ کا ذکر کیا ہے یہی حدیث ابن خزیمہ نے بھی اپنی صحیح میں ذکر کی ہے اس میں قرآن شریف کا ذکر نہیں نہر جاری کرنے کا ذکر ہے۔

۱۰۹

(۳۳) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا تھا کہ ثواب زیادہ ہونے کے لحاظ سے پانی پلانے کی صورت کرنے سے بڑھکر کوئی صدقہ نہیں ہے۔ یہ حدیث بیہقی نے روایت کی ہے۔

(۳۴) انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ میری والدہ فوت ہو گئی ہیں اور (اپنے کو ثواب ملنے کے لئے) وصیت کچھ کی نہیں تو کیا انکو نفع پہنچیگا اگر میں انکی طرف سے کچھ صدقہ کر دوں حضور نے فرمایا بیشک اور پانی کی کوئی صورت کر دینی اپنے ذمہ لازم کر لو یہ حدیث طبرانی نے اوسط میں روایت کی ہے۔

(۳۵) سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے پوچھا تھا کہ یا رسول اللہ میری والدہ کا انتقال ہو گیا ہے آپ مجھے یہ بتلا دیجئے کہ سب سے افضل کونسا صدقہ ہے (تاکہ میں ان کے لیے وہی کر دوں) حضور نے فرمایا پانی (کی سبیل وغیرہ) کی

صورت کر دینی افضل ہے) چنانچہ انہوں نے ایک کنواں کھدوا دیا اور یہ کہدیا کہ اس کا ثواب سعد کی والدہ کو ہوتا ہے۔ یہ حدیث ابو داؤد نے روایت کی ہے یہ مذکور الفاظ بھی ابوداؤد ہی کے ہیں ابن ماجہ نے بھی اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کی ہے مگر اسکی صحت میں تردد ظاہر کیا ہے۔ ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں نقل کی ہے ان کے الفاظ یہ ہیں (سعد کہتے ہیں) میں نے عرض کیا تھا یا رسول اللہ صدقہ کونسا افضل ہے فرمایا پانی پلانا ۔حافظ علی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح نہیں بلکہ سب محدثین کے نزدیک منقطع الاسناد ہے اس لیے کہ سب راویوں نے سعید بن المسیب کے واسطہ سے حضرت سعد بن عبادہ سے نقل کی ہے اور سعید کی سعد سے ملاقات نہیں ہوئی کیونکہ سعد رضی اللہ عنہ کی وفات ۱۵ھ ماور بقول بعض ۱۱ھ میں ہوگئی تھی اور سعید بن المسیب کی پیدائش ۱۵ھ کی ہے (تو ملاقات کا کیا امکان ہے) یہی حدیث ابو داؤد نے اور نسائی وغیرہ نے حسن (بصری) کے واسطہ سے حضرت سعد سے روایت کی ہے لیکن حسن (بصری) کی سعد سے ملاقات نہیں ہوئی کیونکہ حسن (بصری) کی پیدائش ۲۱ھ کی ہے۔

۱۱۰

(۳۶) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اگر کسی نے کوئی کنواں کھدوایا تو جو جاندار بھی اس کا پانی پیئے گا خواہ جن ہو یا آدمی پرند ہو یا کچھ اور قیامت کے دن اللہ میاں اسکو (اس پانی کا) ضرور اجر دیں گے یہ حدیث امام بخاری نے اپنی کتاب تاریخ میں اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں نقل کی ہے۔

(۳۷) علی بن حسن بن شقیق سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن المبارک سے سُنا ہے میرے سامنے اُن سے ایک آدمی نے یہ ذکر کیا تھا کہ اے ابو عبد الرحمن (یہ ابن المبارک کی کنیت ہے) میرے گھٹنے میں سات برس سے ایک پھوڑا ہو رہا ہے اور میں طرح طرح کے علاج بھی کر چکا ہوں دنیا بھر کے طبیبوں سے (اسکی دوا) پوچھ چکا ہوں لیکن مگر آرام مجھے کہیں سے نہیں ہوتا اُنہوں نے فرمایا کہ اب تم جاؤ اور کنواں بننے کا کہیں موقع تلاش کرو کہ جہاں لوگوں کو پانی کی بہت زیادہ ضرورت ہو وہاں کنواں بنوا دو مجھے امید ہے کہ وہاں (کنوئیں کا) چشمہ جاری ہونے سے یہ تمہارے بدن سے خون (کا

چشمہ عنہا) بند ہو جائیگا اس آدمی نے ایسا ہی کیا تو اسے فوراً آرام ہو گیا یہ روایت بیہقی
نے نقل کر کے کہا ہے کہ اسی کے قریب قریب ہمارے استاد حاکم ابو عبد اللہ رحمۃ اللہ کی
حکایت بھی ہے کہ ان کے چہرہ میں زخم ہو گیا تھا انہوں نے ہر قسم قسم کے علاج کیے کہیں سے
آرام نہیں ہوا اور سال بھر کے قریب اس تکلیف میں رہے پھر استاد امام عثمان صابونی
سے یہ درخواست کی کہ جناب میرے لیے جمعہ کے دن خاص اپنے حلقہ میں دعا فرما دیں
چنانچہ انہوں نے دعا کی اور بہت سے آدمیوں نے دعا پر آمین کہی جب دوسرا جمعہ ہوا تو ایک
عورت نے مجلس ہی کے اندر ایک رقعہ پھینکا جس کا مضمون یہ تھا۔

کہ میں نے (یہاں سے) اپنے گھر جا کر حاکم ابو عبد اللہ کے لیے آج رات کو بہت
ہی کوشش (اور عجز و انکساری) کے ساتھ دعا کی تھی پھر (دعا کرنے کے بعد
میری آنکھ لگ گئی تھی) میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا
کہ گویا مجھ سے آپ یہ فرما رہے ہیں کہ تم (نے جس کے لیے دعا کی ہے یعنی)
ابو عبد اللہ سے یہ کہدو کہ وہ مسلمانوں کو با فراغت پانی ملنے کی صورت
کر دیں (اللہ چاہے آرام ہو جائے گا)

(راوی) کہتے ہیں پھر وہ رقعہ میں حاکم کے پاس لے گیا اور انہوں نے اپنے ہی مکان کے
سامنے ایک سبیل تیار ہونیکا حکم دے دیا اور جسوقت راج مزدور بنا چکے فوراً پانی بھرا کر
اس میں برف ڈلوا دی اور لوگوں نے پینا شروع کر دیا۔ ابھی ایک ہفتہ بھی نہیں گذرا
تھا کہ آرام ہونا شروع ہو گیا اور جب ہی وہ سب زخم جاتے رہے چہرہ پر پہلے سے زیادہ
اب رونق آگئی اور اس کے بعد کئی سال زندہ رہے۔

فصل

(۲۸) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ (دنیا میں) تین آدمی ایسے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ میاں انسے
(بوجہ انپر غصہ ہونے کے) بات تک نہیں کریں گے نہ ان کی طرف دیکھیں گے نہ انکو
(گناہوں سے) پاک صاف کریں گے اور انکو نہایت ہی شدید عذاب ہوگا (وہ تین

آدمی یہ ہیں) ایک تو وہ کہ کسی جنگل میں اس کے پاس اپنی ضرورت سے زائد پانی تھا وہ اس نے
ایک مسافر کو (باوجود ضرورت ہونے کے) نہیں دیا ایک روایت میں (اسی موقع پر) اتنا زیادہ
ہے کہ (قیامت کے دن) اللہ میاں اس سے یوں فرمائیں گے کہ آج میں بھی تجھ سے
اپنا فضل و کرم اس طرح روکوں گا کہ جس طرح تو نے اپنی ضرورت سے (زائد) ایسی چیز کو روکا
تھا کہ جو تیرے ہاتھوں کی بنائی ہوئی بھی نہیں تھی۔ یہ حدیث بخاری مسلم ابوداؤد نسائی اور
ابن ماجہ نے روایت کی ہے اور یہ حدیث پوری انشاء اللہ آگے آئے گی۔

(۳۹) ایک عورت بہیسہ نامی سے مروی ہے اپنے والد سے روایت کرتی ہیں
فرماتی ہیں میرے والد نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لیکر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے
اور حضور کے ننگے بدن کا انہوں نے بوسہ لیا آپ سے معانقہ کیا پھر یہ پوچھا کہ یا نبی اللہ
بھلا ایسی چیز کونسی ہے جس کا نہ دینا جائز ہی نہیں ہے۔ (یعنی دینا ہی ضروری ہے)
فرمایا پانی (جو اپنی ضرورت سے آدمی کے پاس بچا ہوا ہو۔ والد نے دوبارہ بھی سوال
کیا کہ یا نبی اللہ بھلا ایسی چیز کونسی ہے جس کا نہ دینا جائز نہیں ہے فرمایا نمک انہوں نے
پھر کہا یا نبی اللہ ایسی چیز کونسی ہے جس کا نہ دینا جائز نہیں ہے (اس پر حضور نے
ایک جامع جواب یہ دیا) فرمایا کہ میاں تم جو بھی اچھا کام کرو گے تمہارے حق میں
اچھا ہی ہوگا (ایک ایک گننے سے کیا نتیجہ) یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۴۰) حضور کے صحابہ مہاجرین میں سے ایک شخص ہیں ان سے مروی ہے
وہ فرماتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تین غزدوں میں گیا ہوں
میں نے حضور سے سنا ہے آپ فرمایا کرتے تھے کہ تین چیزوں میں سب مسلمان
شریک ہیں (ایک کو دوسرے سے روکنا جائز نہیں ہے) گھاس (جو خود رو اور
بلا کسی کی حفاظت کئے ہو) اور پانی (جو اپنی ضرورت سے زائد ہو) اور آگ۔ یہ حدیث ابوداؤد
نے نقل کی ہے۔

(۴۱) عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے پوچھا تھا
کہ یا رسول اللہ ایسی چیز کونسی ہے جس کا نہ دینا جائز نہیں فرمایا۔ پانی۔ نمک آگ فرماتی ہیں

اِس پر میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ پانی جو ہے اسکو تو ہم بھی جانتے ہیں (کہ اِس پر ہر جاندار کی زندگی موقوف ہے اسلئے دینا ضروری ہے لیکن نمک یا آگ میں ایسی کونسی خوبی ہے) فرمایا اے صدیقہ جس نے کسی کو آگ دے دی تو جسقدر کھانا اس آگ سے تیار ہوگا وہ سب ہی گویا اس نے صدقہ کیا ہے۔ اور علی ہذا القیاس جس نے نمک دیدیا تو جسقدر کھانا اِس نمک سے سنورے گا وہ سب اسی نمک دینے والے نے صدقہ کیا ہے اور جس نے کسی مسلمان کو ایک گھونٹ پانی پلا دیا وہ بھی ایسی جگہ جہاں پانی (آسانی سے بے قیمت) ملتا ہو تو گویا اس نے ایک غلام آزاد کر دیا اور جس نے کسی مسلمان کو ایسی جگہ پانی پلا دیا جہاں پانی ملتا ہی نہیں تو گویا اس نے اُس مسلمان کو زندہ ہی کر دیا۔ یہ حدیث ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۴۲) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تین چیزوں میں سب مسلمانوں کا ساجھا ہے۔ پانی۔ گھاس آگ اور ہر ایک کی قیمت لینی بھی حرام ہے ابو سعید (راوی اس حدیث کی شرح میں) فرماتے ہیں کہ پانی سے چلتا پانی مراد ہے۔ یہ حدیث بھی ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔ ۱۱۳

احسان کا شکریہ ادا کرنے اور اس کے کرنے والے کا بدلہ اُتارنے اور اس کے حق میں دعا کرنیکی ترغیب

(۴۳) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جو تم سے اللہ واسطے پناہ مانگے اسے پناہ دیدیا کرو اور جو اللہ واسطے کوئی چیز مانگے اسے وہ چیز دیدیا کرو اور جو اللہ واسطے اپنی جان بچانی چاہے اسے بچا دیا کرو اور جو تمہارے ساتھ کسی قسم کا احسان کرے اس کا بدلہ اتار دیا کرو اگر تمہارے پاس کچھ دینے کو نہ ہو تو دعا ہی کر دیا کرو اور دعا ایسے خلوص سے ہو کہ تمہیں خود یہ یقین ہو جائے کہ ہم بدلہ اتار چکے ہیں۔ یہ حدیث ابوداؤد اور نسائی نے روایت کی ہے یہ لفظ مذکور نسائی کے ہیں ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں روایت کی ہے اور حاکم نے روایت کر کے یہ بھی کہا ہے کہ بخاری مسلم کی شرط پر

صحیح ہے۔ یہی طبرانی نے اوسط میں مختصر روایت کی ہے کہ حضور نے فرمایا تھا کہ جو شخص تمہارے ساتھ احسان کرے تم اس کا بدلہ اتار دیا کرو اگر تم بدلہ نہ اتار سکو تو اس کے لیے دعا ایسی کرو یا کرو کہ تمہیں خود یقین ہو جائے کہ تم بدلہ اتار چکے ہو کیونکہ (بدلہ اتارنا شکر گزاری ہے) اللہ بھی شاکر ہیں شکر گزاروں سے محبت رکھتے ہیں۔

(۴۴) جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا تھا کہ جس شخص پر کسی نے کچھ بخشش کی اور پھر یہ بھی ذی وسعت ہو گیا تو اسکو بدلہ اسکا اتار دینا چاہیئے اور اگر وسعت نہیں ہے تو اسکی تعریف کرے کیونکہ جس نے تعریف کی اس نے شکر ادا کر دیا اور جس نے یہ بھی نہ کی اس نے کفران نعمت کیا اور جو (خدا سے) اتنا ملا ہوا ظاہر کرے کہ جتنا (خدا نے) اسکو دیا نہیں تو وہ سر سے پیر تک جھوٹ میں لپٹا ہوا جیسا ہے۔ یہ حدیث ترمذی نے ابو الزبیر سے روایت کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

(۴۵) اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جس کسی کے ساتھ کوئی احسان کیا گیا اور اس کے کرنے والے سے اس نے یہ کہدیا جزاک اللہ خیرا تو بس اس نے انتہا درجہ کی تعریف کر دی اور ایک روایت میں یوں ہے کہ جس کسی کے ساتھ کوئی احسان کیا گیا یا کوئی فائدہ پہنچایا گیا اور پہنچانے والے سے اس نے یہ کہدیا جزاک اللہ خیرا تو اعلیٰ درجہ کی تعریف ہو گئی یہ حدیث ترمذی نے روایت کی اور کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے حافظ (صاحب مولف کتاب) فرماتے ہیں کہ ترمذی کے بعض نسخوں میں یہ حدیث نہیں ہی ہے اور طبرانی نے صغیر میں مختصر روایت کی ہے کہ جب کسی نے جزاک اللہ خیرا کہدیا تو بس اعلیٰ درجہ کی تعریف ہو گئی۔

(۴۶) اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جو سب سے زیادہ اللہ کا شکر گذار ہوگا وہ سب سے ہی زیادہ لوگوں کا بھی شکر گزار ہوگا اور ایک روایت میں یوں ہے کہ جو لوگوں کو شکر گزار نہیں وہ اللہ کا بھی شکر گزار نہیں یہ حدیث امام احمد نے روایت کی ہے اسکے راوی سب ثقہ و معتبر ہیں اور طبرانی نے بھی اسامہ بن زید کی سند سے پہلی ہی طرح نقل کی ہے۔

(۴۷) عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا جس کے ساتھ کوئی احسان کیا گیا اسے بدلہ اتار دینا چاہیئے اور جو بدلہ نہ اتار سکے اسکو اس احسان کرنے والے کے سامنے اسکے احسان کا ذکر کرنا چاہیئے کیونکہ جس نے ذکر بھی کر دیا اس نے اسکا شکریہ ادا کر دیا اور جس نے ایسی چیز سے شکم سیری ظاہر کی جو اسے نصیب نہیں تو وہ سر سے پیر تک جھوٹ میں لپٹے ہوئے جیسا ہے۔ یہ حدیث امام احمد نے نقل کی ہے اور اسکے راوی بھی سوائے ایک صالح بن ابی الاخضر کے اور سب ثقہ ہیں۔

ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

کتاب الصدقات

یعنی حصہ سویم

از تادیب و تہذیب سنہ ۱۳۴۸ھ

ترجمہ

ترغیب و ترہیب سنہ ۲۹ء

حسب فرمائش محمد عثمان مالک کتبخانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی

قیمت فی جلد ۱۲ر

فہرست مضامین التادیب والتہذیب ترجمہ ترغیب وترہیب حصہ سوم کتاب الصدقات

تمام شد

(۴۸) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا تھا کہ جو لوگوں کا شکر گزار نہیں وہ اللہ کا بھی شکر گزار نہیں۔ یہ حدیث ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کی ہے اور صحیح بھی کہا ہے۔

(۴۹) طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جس پر کسی نے کوئی احسان کیا اسکو اس کرنے والے کے سامنے ذکر کر دینا چاہئیے کیونکہ جس نے ذکر کیا وہ شکر گزار ہوا اور جس نے چھپایا اس نے کفرانِ نعمت کیا۔ یہ حدیث طبرانی نے روایت کی ہے اور ابن ابی الدنیا نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی سند سے روایت کی ہے۔

(۵۰) نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہو فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا جس نے تھوڑے (احسان) کا شکر ادا نہ کیا وہ بہت کا بھی نہیں کریگا اور جو لوگوں کا شکر گذار نہیں وہ اللہ کا بھی شکر گذار نہیں اور احسان کا (اظہار اور) بیان کرنا بھی شکر گذاری ہو اور نہ بیان کرنا ناشکری ہو اور اجتماع اور اتفاق) رہنا رحمت ہے اور آپس کی تفریق عذاب ہے یہ حدیث عبداللہ بن احمد نے اپنی (کتاب) زوائد میں قوی سند سے نقل کی ہے اور ابن ابی الدنیا نے کتاب اصطناع المعروف میں اختصار کے ساتھ نقل کی ہے۔

(۵۱) انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ مہاجرین نے آنحضرت سے عرض کیا تھا کہ یا رسول اللہ (آخرت کا) اجر تو سارا کا سارا انصار ہی حاصل کیئے رہے ہیں کیونکہ زیادہ جس سے زیادہ اور تھوڑے ہیں سے تھوڑا خرچ کرنے والی قوم ہم نے بھی ان سے بڑھکر کوئی نہیں دیکھی اس کے علاوہ یہ کہ محنت مزدوری کرنے سے بھی انہوں نے ہیں بچا رکھا ہے (کیونکہ ہمارے ساتھ یہ لوگ برابر احسان سلوک کرتے رہتے ہیں اسلئے ہمیں کام کاج کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہوتی) حضور نے فرمایا کیا ان کے احسان پر تم انکی تعریف نہیں کرتے اور کیا تم انکو دعائیں نہیں دیتے انھوں نے عرض کیا ہاں ہاں کیوں نہیں (یہ تو ہم کرتے ہیں) فرمایا تو بس یہ ان کے احسان کا ادلہ بدلہ ہو جاتا ہے یہ حدیث ابوداؤد اور نسائی نے روایت کی ہے اور یہ (مذکور) لفظ نسائی کے ہیں۔ تممت

ہزاراں ہزار حمد پروردگار کو ہے کہ اسکی حسن توفیق سے کتاب الصدقات ختم ہوئی۔ فقط (مدیر)

کتاب ترغیب وترہیب

انسان بلکہ تمام حیوانات ایسی طبیعت پر پیدا کئے گئے ہیں کہ تا وقتیکہ کسی امر کی طمع یا کسی امر کا خوف نہو کام کرنا دشوار
ہوتا ہی بلکہ نہیں ہوسکتا اگر ہوتا بھی ہی تو حکم حاکم سے وہ بھی نہایت جبر اور شواری سے اور یہ جو ہے فی زمانہ کہ حاکم اسلام تو موجود نہیں حکام
پر مسلمانوں کو قائم رہنا دشوار ہوتا ہی اب تو مسلمانوں کو ہر امر و نہی کا کوئی فائدہ یا اسکے ترک سے مضرت معلوم ہوا پر عمل مشکل ہے
اس زمانہ میں ایسی کتاب کی اشاعت ضروری ہی جسمیں احکام شرعیہ کی منفعت اور اسکے ترک سے مضرت دکھا کر راہ مستقیم پر قایم کیا جائے
اس بارے میں احقر کے خیال میں کتاب ترغیب ترہیب آئی اور اس کا ترجمہ شروع کرادیا جو تھوڑا تھوڑا رسالہ الہادی میں ہر مہینہ شایع
کرتا رہا چونکہ رسالہ الہادی میں مضامین دینیہ کے سوا کوئی آجکل کے مذاق کی چیز نہیں لہذا رسالہ مذکور کی اشاعت بہت تھوڑی
اور رسالہ کے پرچے ضائع ہو جاتے ہیں احقر انکو جمع کرکے کتاب کی صورت میں تیار کرالیتا ہے اسیطرح کی کتابیں اسمیں سے علٰحدہ تیار ہو کر ہدیہ ناظرین
ہو چکی ہیں مثلاً تسہیل المواعظ، المصالح العقلیہ، ایثار الروایات، التشرف حصہ اول وغیرہ لہذا کتاب ترغیب کی بھی مفصل ذیل جلدیں
تیار ہو چکی ہیں جو کچھ روز سے شائع ہو رہی ہیں، اسکے اسوقت تک چھ حصص تیار ہیں۔

حصہ اول میں ترغیب اتباع کتاب وسنت اور کار خیر میں پیشقدمی کرنیکے اور ترک سنت اور بدعات اور کار بد میں پیشقدمی کی ممانعت
کتاب العلم جسمیں علما و طلبا کے فضائل اور اشاعت علم کی ترغیب ہے اور جھوٹی حدیث کے بیان کرنے، اور علم کی ناقدری اور دنیا کیواسطے علم
پڑھانے سے اجتناب **کتاب الطہارت** جسمیں آداب قضائے حاجت اور استنجا اور غسل وضو کے فضائل نہایت بسط سے بیان کیے ہیں
ضخامت ۱۰۰ صفحات قیمت دس آنے (۱۰/)

حصہ دوم کتاب الصلوۃ جسمیں اذان کے اور اسکے جواب و تکبیر کے فضائل اور بعد اذان کے مسجد سے نکلنے کی ممانعت اور ضرورت کے
موقعہ پر تعمیر مساجد اور انکا احترام اور عورتوں کو گھروں میں نماز ادا کرنیکی ترغیب اور نماز پنجگانہ کے اہتمام، فضائل رکوع و سجود کے
اول وقت ادا کرنیکی فضیلت آداب جماعت اذکار بعد نماز آداب امامت وصف بندی وغیرہ وغیرہ کتاب النوافل جسمیں سنت کی
اور وتر اور تہجد اور چاشت صلوٰۃ توبہ واستخارہ، صلوٰۃ التسبیح وغیرہ کا بیان ہی ضخامت ۲۰۴ صفحات قیمت ۱۲/

حصہ دوم کا جزو ثانی یعنی **کتاب الجمعہ** جسمیں نماز جمعہ کی فضیلت اور اس دن اس ساعت اجابت کے فضائل اور غسل کرنے
اور اول وقت کی فضیلت اور بلا عذر دیر کرنے اور گردنیں پھلانگنے اور خطبہ میں بات کرنیکی ممانعت اور ترک جمعہ پر وعید
اور سورہ کہف اور اس دن کے اذکار ضخامت ۳۰ صفحے قیمت ۲/

کتاب الصدقات جسمیں زکوۃ ادا کرنیکی ترغیب اور فرضیت کی تاکید اور زکوۃ نہ ادا کرنے پر ترہیب اور زیور کی زکوۃ
کا بیان پرہیزگاری کے ساتھ خدمت صدقات بجالانے کی ترغیب اور اس امر کی ترغیب کہ اگر کسیکو نوبت فاقہ کی پہنچے تو خدا سے
مدد طلب کرے بغیر خوشی کے جو چیز دیجائے اسکے لینے سے ترہیب، صدقہ کی ترغیب اور تنگدست کی ہمت اور نفلی صدقات کا بیان خصوصاً
صدقہ کرنیکی ترغیب رشتہ داروں پر صدقہ کرنے اور انکو غیروں پر مقدم رکھنے کی ترغیب، فالتو چیز کو اقربا کو باوجود مانگنے کے بخل
اور اقربا کے حاجتمند ہوتے ہوئے غیر کو دینے کی ترہیب، قرض دینے کی ترغیب اور اسکی فضیلت کا بیان قیمت ۱۲/

سلسلہ تسہیل المواعظ کی جلد سوم کا گیارہواں وعظ

مُسمّٰی بہ

عورتوں کی اِصلاح

منتخب از وعظ ہفتم دعوات عبدیت حصہ اول

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

خطبۂ ماثورہ } **امابعد** فقد قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا معشر النساء تصدقن فانی اریتکن اکثر اہل النار فقلن وبم یا رسول اللہ قال تکثرن اللعن وتکفرن العشیر ما رأیت من ناقصات عقل ودین اذہب للب الرجل الحازم من احدٰکن قلن وما نقصان دیننا وعقلنا یا رسول اللہ قال الیس شہادۃ المرأۃ مثل نصف شہادۃ الرجل قلن بلیٰ قال فذلک من نقصان عقلہا قال الیس اذا حاضت لم تصل ولم تصم قلن بلیٰ قال فذلک من نقصان دینہا متفق علیہ۔

(ترجمہ) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اے عورتوں کی جماعت تم صدقہ دو اس لیے کہ میں دکھلایا گیا ہوں کہ تم دوزخیوں میں سے سب سے زیادہ ہو عورتوں نے عرض کیا کہ حضور اسکی کیا وجہ ہے فرمایا کہ تم لعنت وملامت بہت کرتی ہو اور خاوند کی ناشکری کرتی ہو باوجودیکہ

تم عقل اور دین میں ناقص ہو مگر میں نے تم سے زیادہ ہوشیار مرد کو بے عقل بنا دینے والا کوئی نہیں دیکھا۔ عورتوں نے عرض کیا کہ حضور ہمارے دین اور عقل کے نقصان کی کیا وجہ ہے فرمایا کہ کیا عورت کی گواہی مرد کی گواہی سے آدھی نہیں ہوتی۔ عورتوں نے عرض کیا بیشک ہے فرمایا کہ یہ نقصان عقل ہے پھر فرمایا کیا یہ بات نہیں ہے کہ جب کسی کو حیض آتا ہے تو نہ نماز پڑھتی ہے نہ روزہ رکھتی ہے عرض کیا بیشک فرمایا بس یہ نقصان دین ہے۔

اِس حدیث کے متعلق یہ مضامین ہیں:۔

(۱) میں نے اسوقت اس حدیث کو جس میں عورتوں سے خطاب کیا گیا ہے اختیار کیا حالانکہ یہاں مرد بھی کثرت سے موجود ہیں اسکی وجہ یہ ہے کہ عورتوں کو ایسا موقع بہت کم ملتا ہے اس لئے وہ بالکل بے خبر ہیں اور طرح طرح کی خرابیوں میں مبتلا ہیں اور وہ خرابیاں عورتوں سے گذر کر مردوں اور بچوں تک پہونچتی ہیں اس لیے ان کی اصلاح سے گھر بھر کی درستی ہے اِس اعتبار سے یہ مضمون مردوں کے لیے بھی مفید ہوا۔ اور اس کا نفع عام ہوا اور اسمیں بعض مضامین ایسے بھی ہوں گے جو بلا واسطہ مرد و عورت دونوں کے متعلق ہوں گے البتہ زیادہ مقصود عورتوں ہی کو سنانا ہے اِس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے پانچ عیب بیان فرمائے ہیں انمیں دو عیب تو وہ ہیں جن میں اپنے اختیار کو دخل نہیں ہے اور تین عیب اختیاری ہیں وہ دو عیب جن میں اختیار کو دخل نہیں یہ ہیں عقل کی کمی اور دین کی کمی۔ اور تین اختیاری یہ ہیں۔ کثرت سے لعنت ملامت کرنا۔ خاوند کی ناشکری کرنا۔ ہوشیار مرد کو بے عقل کر دینا۔ اختیاری عیب تو اس لیے بیان فرمائے ہیں کہ اُن سے واقف ہو کر علاج کی فکر کریں اور جو عیب اختیاری نہیں اور علاج سے نہیں جا سکتے انکو اس لئے بیان فرمایا کہ اپنے اندر ان عیبوں کو دیکھ کر غرور جاتا رہے اس لیے کہ عورتوں میں غرور کا بہت مرض ہوتا ہے ذرا سا کمال ہوتا ہے اس کو بہت کچھ سمجھتی ہیں اور غرور ہمیشہ جہالت کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ بڑا عالم اپنے کو یہی

۲

ف شریعت میں دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کی گواہی کے برابر رکھی گئی ہے۔ ۱۲

ہتا ہے کہ میں کچھہ کمال نہیں رکھتا اور میں کچھہ چیز نہیں کیونکہ جو سچ مچ بڑا ہوگا اسکی
ر کمال کی آخری حد پر ہوگی اور اپنے کو اس سے خالی دیکھے گا اس لیئے وہ اپنے کو
ھی بڑا نہیں سمجھہ سکتا دیکھو جس شخص کی نظر رستم کی قوت اور حاتم کی سخاوت پر ہوگی وہ
اپنے کو قوی اور سخی سمجھے گا ہرگز نہیں جس کی نگاہ حضور کے علم پر ہوگی وہ کیا اپنے
عالم سمجھے گا ہرگز نہیں۔ آجکل یہ خبط ہو گیا ہے کہ تھوڑا سا کمال ہو جاتا ہے اور اپنے کو
سمجھنے لگتے ہیں اور عورتوں میں یہ مرض زیادہ ہے۔ اگر کوئی عورت ذرا نماز اور تلاوت
پابند ہو جاتی ہے تو اپنے کو رابعہ بصریؒ سمجھنے لگتی ہے۔ اور ہر ایک کو حقیر سمجھتی ہے
روجہ اسکی یہ ہے کہ انکی کسی نے اصلاح نہیں کی کتابیں پڑھہ پڑھہ کر دیندار ہو جاتی ہیں
س انکی ایسی مثال ہے جیسے کوئی نسخوں کی کتابوں کو دیکھہ کر دوائیں کھانے لگے اور
ھانے لگے اِس سے نفع کے بدلے میں اور الٹے نقصان کا اندیشہ ہے جب تک
کیم کی رائے سے دوا نہ کھائے کچھہ نفع نہ ہوگا اسی طرح چونکہ عورتوں کے اخلاق کی
صلاح نہیں ہوتی اور کسی اصلاح کرنے والے سے اصلاح نہیں چاہتیں۔ بس جو کچھہ اپنی
سمجھہ میں آتا ہے کرلیتی ہیں اِس لیے اپنے کو کامل سمجھنے لگی ہیں ایک لڑکی کا قصہ ہے
اس کا ایک شخص سے نکاح ہوا وہ لڑکی نماز روزہ کی پابند تھی اور شوہر اسقدر پابند نہ تھا
آوارہ سا تھا تو وہ لڑکی کہتی ہے کہ افسوس میں ایسی پرہیزگار اور ایسے شخص کے جال
یں پھنس گئی میری قسمت ڈوب گئی حالانکہ بیوقوف یہ نہیں سمجھی کہ اگر ہم نے نماز پڑھی
روزہ رکھا تلاوت کی تو خود اپنا کام کیا دوسرے پر کیا احسان کیا کوئی دوا پی کر بھی فخر کیا
کرتا ہے کہ میں بڑا بزرگ ہوں کہ دوا پیا کرتا ہوں اسی طرح یہ سب عبادتیں جو ہم کرتے
ہیں ان میں اپنا ہی نفع ہے اور ان سے اپنا ہی فائدہ کر رہے ہیں اور ان عبادتوں کو
جو یوں کہا جاتا ہے کہ یہ اللہ کے حقوق ہیں اِس کے یہ معنی نہیں کہ اللہ تعالےٰ کو
اِس سے نفع پہونچتا ہے یا اس کا حق ان عبادتوں سے اتر جاتا ہے بھلا اُس کے
حقوق ہماری عبادتوں سے کیسے اتر سکتے ہیں کیونکہ ذرا یہ تو دیکھنا چاہیئے کہ اسکی
ہمپر کسقدر نعمتیں ہیں اگر نعمتوں کو دیکھا جاوے تو اس کے سامنے یہ ہماری نماز روزہ

ع ایک بزرگ بیوی کا نام ہے ۱۲

حقیقت میں کچھ بھی نہیں اور جہاں ہزاروں نبیوں اور ولیوں اور فرشتوں کی عبا
کے ذخیرے کے ذخیرے ڈھیر کے ڈھیر موجود ہوں اُن کے سامنے ہمارے روزہ نما
کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے جواہرات کے سامنے مٹی کے کھلونے تو حقیقت میں
احسان تو حق تعالیٰ کا ہے کہ ہماری ایسی عبادتوں کو قبول فرماتے ہیں اُسکی ایسی مثال
ہے کہ کسی بزرگ کو خدمت کی حاجت نہ ہو اور کوئی شخص بیڈھنگے پن سے اُنکی خدمت
کرے جو اُن کی مرضی کے موافق نہ ہو بلکہ آرام کے بدلے اور اُس سے تکلیف ہو پہنچے
مگر خوش اخلاقی سے خاموش ہو جاویں تو وہ خدمت کرنے والا تو اپنی جہالت سے
یہ سمجھے گا کہ میں نے بڑا کام کیا حالانکہ بڑا کام تو اِن بزرگ نے کیا جن کی اس نے
خدمت کی کہ اس ناگوار خدمت کو قبول فرمایا دیکھئے یہ قاعدہ عقل اور شریعت سے
ثابت ہے کہ جو چیز اچھی اور بُری چیزوں سے ملکر بنے وہ ہمیشہ بُری ہوتی ہے اور
پاک اور ناپاک ملکر ناپاک ہوتا ہے۔ پس جب کہ ہماری نمازیں وسوسے اور بے رغبتی
اور سنت کے خلاف باتیں شامل ہیں عاجزی کا پتہ نہیں تو وہ نماز جس میں یہ خرابیاں ۴
شامل ہیں کامل کیسے ہوئی۔ بہر حال ہماری ناقص عبادت کو بھی عبادت قرار دینا
صرف انکا فضل ہے ورنہ ناقص عبادت ہرگز اس قابل نہیں کہ اس کو عبادت قرار
دیا جائے اور اسپر ثواب عنایت کیا جائے پھر ایسی عبادت پر خوش ہونا اور فخر کرنا
جہالت ہے۔ اور جہالت ہی کیوجہ سے فخر اور غرور ہوتا ہے اور جسقدر عقل کم ہوتی ہے
یہ مرض غرور کا زیادہ ہوتا ہے چنانچہ مردوں کی نسبت عورتوں میں یہ مرض زیادہ ہے
حاصل یہ ہے کہ غیر اختیاری عیبوں پر نظر اور توجہ ہونے سے یہ مرض کم ہوتا ہے اور
اول معلوم ہو چکا ہے کہ غیر اختیاری عیب جن کے دور کرنے پر قدرت نہیں یہاں تک
دو بتلائے گئے ہیں ایک عقل کی کمی۔ دوسرے دین کی کمی۔ عقل کی کمی کو تو حضور نے
اس علامت سے بیان فرمایا کہ دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کی گواہی کے برابر ہے
اس سے معلوم ہوا کہ ان کی عقل میں نقصان ہے دین کی کمی کو اس دلیل سے بیان
فرمایا کہ عورتوں کو نماز پڑھنے کے موقع کم ملتے ہیں زمانہ حیض میں نماز نہیں پڑھ

اور جہالت کی وجہ سے غرور ہوتا ہے ۱۲

سکتیں اور نمازوں کی کمی دین کی کمی ہے اور نمازوں کی کمی کا سبب ہے حیض کا آنا۔
اور ظاہر ہے کہ وہ پیدائشی ہے اپنے اختیار سے نہیں ہے اس لئے یہ عیب غیر اختیاری
ہوا۔ جیسے پہلا بھی غیر اختیاری تھا۔ اور تین عیب اختیاری بتلائے گئے ہیں کہ اُن کا
دور کرنا اختیار میں ہے وہ یہ ہیں خاوند کی ناشکری۔ ہوشیار مرد کو بے عقل کر دینا
کثرت سے لعنت ملامت کرنا۔ اول کے دو عیب جو غیر اختیاری ہیں انکا فکر تو بیفائدہ
ہے کہ وہ علاج سے دور ہونے والے نہیں۔ بلکہ اسکی تو آرزو کرنے سے بھی منع
کیا گیا ہے چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ حضرت ام سلمہ نے مردوں کی فضیلتیں
سنکر فرمایا کہ کیا اچھا ہوتا کہ ہم بھی مرد ہوتے تو مردوں کی سی فضیلت ہم کو بھی ملتی۔
اسپر یہ آیت اتری وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ یعنے
اُس چیز کی آرزو مت کرو جس کے ساتھ بعض کو بعض پر پیدائشی فضیلت دی ہے
آگے فرماتے ہیں کہ مردوں کے لیے حصہ ہے اُن کاموں سے جو اُنہوں نے کیے
اور عورتوں کے لیے حصہ ہے اُن کاموں میں جو وہ کریں مطلب یہ ہے کہ ایسی آرزو
کو چھوڑ دو اور نیک کاموں میں کوشش کرو جو اختیار اور قبضہ کے ہیں اب اسپر
یہ شبہ ہوتا ہے کہ اگر ہم نیک کاموں میں کوشش بھی کریں تب بھی ناقص ہی رہینگے
نقصان ہمارا کہاں دور ہوگا تو اُس کا جواب فرماتے ہیں واسئلوا اللّٰہ من فضلہ
یعنے اللہ سے اُس کے فضل کا سوال کرو مطلب یہ ہے کہ نیک کام کرکے اگر خدا کا
فضل ہوا تو تم مردوں سے بڑھ سکتی ہو۔ غرض کہ جو عیب غیر اختیاری ہیں اُن کا
فکر تو بالکل فضول ہے اور جو عیب اختیاری ہیں اُن کی اصلاح اور درستی ضروری
ہے اور وہ کل تین ہیں کثرت سے لعنت ملامت کرنا اور خاوند کی ناشکری۔
ہوشیار مرد کو بے عقل کر دینا۔ کثرت سے لعنت ملامت کرنے کا عیب عورتوں میں
ایسا دیکھا جاتا ہے کہ صبح سے شام تک اُن کا یہی مشغلہ ہے جس سے دشمنی ہے اسکی
غیبت کرتی ہیں اور جس سے محبت ہے اسکو کوستی ہیں یہاں تک کہ اپنی اولاد کو
کوستی ہیں اپنی جان کو بھی کوستی ہیں اور ہر چیز کو خواہ وہ لعنت ملامت کرنے کے

عورتوں کا لعنت ملامت کرنے کا بیان

5

قابل ہو یا نہ ہو کوستی ہیں۔

یاد رکھو بعض وقت دعا کی قبولیت کا ہوتا ہے کہ اسمیں اللہ سے جو کچھ مانگا جاتا ہے قبول ہو جاتا ہے اور وہ کوسنا لگ جاتا ہے پھر پچھتانا پڑتا ہے۔ ہمارے ہاں ایک شخص ہے اُس کا بدن رہ گیا ہے اور اسمیں کھنچاوٹ ہوتی ہے۔ چارپائی سے ہل نہیں سکتا۔ اور سخت تکلیف میں ہے اُسکی ماں نے کسی شرارت پر یہ کہا تھا کہ خدا کرے تو چارپائی کو لگ جاوے خدا کی قدرت وہ ایسا ہی ہو گیا اور اسکی مصیبت والدہ ہی کو اٹھانی پڑی۔

خاوند کی ناشکری کا یہ حال ہے کہ جسقدر ان کو دیا جائے سب تھوڑا ہے مجکو مولوی عبدالرب صاحب کا ایک لطیفہ یاد آیا وہ فرمایا کرتے تھے کہ عورتوں کے پاس چاہے کتنا ہی کپڑا ہو مگر جب پوچھو یوں ہی کہیں گی کہ کیا ہیں چار چیتھڑے اور کتنے ہی جوڑے جوتے کے ہوں مگر پوچھنے پر یہی کہیں گی کہ کیا ہیں دو لیتھڑے اور برتن کیسے ہی عمدہ اور کثرت سے ہوں مگر یوں ہی کہیں گی کہ کیا ہیں چار ٹھیکرے۔

ایک عورت خود کہتی تھی کہ ہمارا حال دوزخ کا سا ہے کہ قیامت میں جب اُسکو کہا جاوے گا کہ کیا تو بھر گئی تو وہ جواب میں یہ کہے گی کچھ اور بھی ہے ایک مرض انمیں اور بھی ہے وہ بھی ناشکری کی ایک قسم ہے وہ یہ کہ کوئی چیز خواہ کام آئے یا نکمی ہو انکو پسند آنی چاہیئے پھر بے سوچے سمجھے اُسکو خرید لیتی ہیں اور کہتی ہیں کہ گھر میں ہوئی چیز کام آہی جاتی ہے اور یہ ناشکری کی قسم اسوجہ سے ہے کہ یہ شوہر کے مال کو ضائع کرتا ہے اور خود اپنے مال کو ضائع کرنا بھی ناشکری ہے جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے کہ فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے خدا کا ناشکرا ہے اس سے معلوم ہوا کہ فضول خرچی خدا تعالی کی ناشکری ہے اور جب مال ہی دوسرے کا ہو تو خدا تعالی کی ناشکری کے ساتھ خاوند کی بھی ناشکری ہوا اور اگر فضول خرچی نہ ہو تب بھی مسلمان کا دل تو زیادہ بکھیڑے سے گھبرانا چاہیئے اور بے ضرورت کوئی چیز خریدنا تو کھلی فضول خرچی ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضور نے منع فرمایا مال کے ضائع کرنے سے آجکل گھروں میں اور خاصکر بڑے گھروں میں بڑی فضول خرچی ہوتی ہے برتن ایسے خریدے جاتے ہیں جو قیمت میں تو بہت

بد دعا لگ جانے کی حکایت

خاوند کی ناشکری کا بیان اور مولوی عبدالرب صاحب کا لطیفہ

عورتوں کے حرص کی مثال

آجکل بڑے گھروں میں بڑی فضول خرچی ہے

بہت زیادہ اور مضبوط خاک بھی نہیں کہ ذرا ٹھیس لگ جاوے تو چار ٹکڑے ہو جائیں
پھر وہ حاجت سے بھی زیادہ ہوتے ہیں چنانچہ بعض گھروں میں اس کثرت سے شیشہ
اور چینی وغیرہ کے برتن ہوتے ہیں کہ عمر بھر بھی اُن کے استعمال کی نوبت نہیں آتی
اسی طرح کپڑوں میں بھی بہت فضول خرچی ہے دس روپیہ گز کا اور پندرہ روپیہ
گز کا کپڑا بہت باریک جو کہ ناجائز بھی ہے اور کسی کام کا بھی نہیں ہے پہنتی ہیں اگر
کہیں سے ذرا تاگا نکل گیا تو پھر کسی کام کا نہیں اور موٹا کپڑا اگر پرانا ہو جاتا ہے
تو کسی غریب ہی کے کام آجاتا ہے یہ تمام مصیبت اسکی ہے کہ عورتیں اسکی کوشش
کرتی ہیں کہ ہمارا جوڑا ایسا ہو کہ کسی کے پاس ویسا نہ ہو اپنی حیثیت کو نہیں دیکھتیں
برتنوں اور کپڑوں اور مکان چیزیں و کہلاوہ اور شیخی اور بڑے بننے کی شان
کوٹ کوٹ کر بھری ہے یہ حال تو روزمرہ کے برتاؤ کا ہے اور اگر کہیں بیاہ شادی
پیش آجائے تو کیا ٹھکانا ہے تمام رسمیں پوری کیجاویں گی جن میں سراسر دکھاوہ
ہی دکھاوہ ہے۔ بعض عورتیں اپنی تعریف کرتی ہیں کہ ہم نے رسمیں سب چھوڑ دیں
مگر یہ صحیح نہیں کیونکہ رسمیں دو قسم کی ہیں ایک تو شرک و بدعت کی رسمیں جیسے چھٹائی پر
بہو کو بٹھلانا اُس کی گود میں بچہ دینا کہ اس سے شگون لیتے ہیں کہ اولاد ہو تو واقعی
ایسے ٹونے ٹوٹکے تو اکثر جگہ چھوٹ گئے دوسرے شہرت اور نام کی رسمیں سو یہ نہیں
چھوٹیں بلکہ مالداری کی وجہ سے بہ نسبت پہلے کے کچھ بڑھ گئی ہیں پہلے زمانہ میں اتنا
دکھاوہ اور شیخی نہ تھی کیونکہ کچھ تو سامان کم تھا کچھ طبیعتوں میں سادگی تھی اب تو کھانے
میں الگ تکلف ہو گیا وہ پہلی سی سادگی ہی نہیں رہی بلکہ پلاؤ بھی ہو کباب بھی ہوں
فیرنی متنجن۔ بریانی سب ہوں اور کپڑوں کے تکلفات کا ابھی بیان کیا گیا ہے
چنانچہ ایک دلہن ایک جگہ ڈیڑھ ہزار کا صرف کپڑا ہی کپڑا جہیز میں لائی شاید
یہ کپڑا اوس کے مرنے تک بھی ختم نہ ہوا ہو اور اکثر ایسا ہوا ہے کہ دلہن مرگئی ہے اور
یہ سب سامان ہزاروں روپیہ کا ضائع ہوا پھر ایک فضول خرچی یہ ہے کہ دلہن کے کپڑوں
کے علاوہ تمام کنبے کے جوڑے بنائے جاتے ہیں اور بعض دفعہ انکو پسند بھی نہیں آتے

ایک دلہن کے جہیز کا قصہ

اور ان میں عیب نکالے جاتے ہیں۔ تو کس قدر بے لطفی ہوتی ہے اور اسپر یہ دعوی ہے
کہ ہم نے سب رسمیں چھوڑ دیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم جہیز کو دکھاتے تک نہیں دیکھو
ہم نے رسمیں چھوڑ دیں سو جناب اس میں کیا کمال کیا اپنی بستی میں تو برسوں پہلے سے
سامان جمع کر کر کے ایک ایک کو دکھلا چکی ہو جو مہمان آتی ہے اسکو بھی اور جو رشتہ دار
آتی ہے اسکو بھی ایک ایک چیز دکھلائی جاتی ہے اور خود سامان آنے میں جو شہرت
ہوتی ہے وہ الگ کہ آج دہلی سے کپڑا آرہا ہے اور مراد آباد گئے تھے وہاں سے
برتن لائے ہیں اور اسکے بعد وہ دولہا کے گھر جاکر کھلتا ہے اور عام طور پر دکھایا
جاتا ہے اور اسیواسطے لڑکی کے ساتھ بھیجا جاتا ہے تو یہ اپنے ارادہ سے شہرت
نہیں ہے تو اور کیا ہے ہاں اگر لڑکی کے ساتھ نہ بھیجا جاتا تو عقل کے بھی موافق تھا کیونکہ
یہ سب سامان لڑکی ہی کو دیا جاتا ہے اور اسوقت وہ قبضہ نہیں کرتی ہے اور نہ اسکو خبر
ہوتی ہے اسکو دینا تو یہ ہے کہ ابھی اپنے گھر رکھو جب لڑکی تمہارے گھر آوے اسوقت
وہ تمام سامان اوس کے سامنے رکھو اور کہو کہ یہ سب چیز تمہاری ہے تمہارا جب جی چاہے
لیجانا بلکہ مصلحت یہ ہے کہ اب نہ لیجائے کیونکہ اسوقت تو کوئی ضرورت نہیں ہے
جب ضرورت ہوگی اسوقت لیجاوے یہ عقل کے بھی موافق ہے اور اس میں دکھلاوہ
بھی نہیں اگر ایسا کرتے اسوقت یہ دعوی صحیح ہوتا کہ ہم نے سب رسمیں چھوڑ دیں
ہیں مگر چونکہ اسمیں کوئی شہرت دکھاوہ نہیں ہے اس لیے ایسا کوئی بھی نہیں کرتا
تیسرا عیب ہے بڑے ہوشیار مرد کو بے عقل کر دینا چنانچہ دیکھا جاتا ہے کہ ایسی
آمار چڑھاؤ کی باتیں کرتی ہیں کہ اچھے خاصے عقلمند بے عقل ہو جاتے ہیں
انکی باتوں اور لہجہ میں بیدائشی ایسا اثر رکھا گیا ہے کہ خواہ مخواہ مرد پر اس سے
اثر پڑتا ہے اور اسکی یہ وجہ نہیں ہے کہ یہ عقل میں مردوں سے زیادہ ہیں بلکہ
وجہ اسکی یہ ہے کہ مکر اور چالاکی دوسری چیز ہے شیطان میں مکر اور چالاکی تھی
عقل نہ تھی اسیواسطے دہوکا کھایا جبکہ حکم ہوا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو تو سجدہ
نہ کیا اور یہ کہہ گذرا کہ آپ نے مجکو آگ سے پیدا کیا ہے اور آدم علیہ السلام کو مٹی سے

(باقی آئندہ)

عن عبد الله بن هبيرة
قال كتب ابو الدرداء وذكره
بزيادة وارض الجهاد
وقال في المقاصد (الف)
بعد الجرح على ادفنوا
موتاكم وسط قوم
صالحين فان الميت
يتاذى بجار السوء
كما يتاذى الحي بجار
السوء ولكن لم يزل
عمل السلف والخلف
على هذا وما يروى
كون الارض المقدسة
لا تقدس احدا
انما المقدس عمله
قد لا ينافيه **ف**
وجه عدم المنافاة
ظاهر فان اصل
التقدس انما هو بالعمل
ولا ينفي فضل ارض و
بركتها والاعتناء به (الف)

کہ وہ عبداللہ بن ہبیرہ سے نقل کرتے ہیں
اونھوں نے کہا کہ ابو الدرداء نے لکھا الخ
(تو انقطاع نرہا) اور اس حدیث کو ذکر کیا
اسمیں اتنا زیادہ ہے کہ ارض جہاد کی طرف
آؤ اور مقاصد میں اول اس حدیث پر جرح
کیا ہے کہ اپنے مُردوں کو قوم صالحین کے
درمیان دفن کیا کرو کیونکہ میت کو بُرے
پڑوس سے ایسی ہی اذیت ہوتی ہے
جیسے زندہ کو بُرے پڑوسی سے اذیت
ہوتی ہے پھر بعد جرح کرنے کے کہا ہے
کہ (گو یہ حدیث مجروح ہے) لیکن عمل سلف
وخلف کا ہمیشہ سے اسی پر رہا ہے
(جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بے اصل
نہیں ہے) باقی اس مضمون میں جو مروی
ہے کہ ارض مقدسہ کسیکو مقدس نہیں
بناتی آدمی کو صرف اس کا عمل مقدس
بناتا ہے وہ اس (عمل) کے منافی نہیں
ف وجہ منافی نہونیکی ظاہر ہے
کیونکہ اصل تقدس تو عمل ہی سے ہے مگر اس
کسی زمین کی فضیلت وبرکت کی نفی
نہیں ہوتی۔ اور اہل طریق کا یہی معمول ہے

۶۵

من محمولات
اھل الطریق

حدیث الارواح جنود
مجندۃ فما تعارف
منھا ائتلف وما تناکر
منھا اختلف مسلم فی
الادب من صحیحہ من
حدیث عبد العزیز
ابن محمد الدراوردی
عن سھل عن ابیہ ومن
حدیث جعفر بن برقان
عن یزید بن الاصم
کلاھما عن ابی ھریرۃ بہ
مرفوعا **ف** ھو اصل
لدخل المناسبۃ فی النفع
الباطنی فان مدارہ علی الالفۃ
بالمشاھدۃ ومدار الالفۃ
علی المناسبۃ التی عبر عنھا بالتعارف

حدیث استعینوا
بطعام السحر علی صیام النھار
والقیلولۃ علی قیام اللیل

کہ اس کا اعتنا کرتے ہیں (یعنی صلحاء کے
پاس دفن کرنے کا)

حدیث روحین مجتمع لشکر ہیں سو ایں سے
جنمیں تعارف ہوگیا اونیں الفت ہو جاتی
ہے اور جنمیں تعارف نہیں ہوا ان میں
اختلاف ہوتا ہے مسلم نے اپنی صحیح کی
کتاب الادب میں عبد العزیز بن محمد
دراوردی کی حدیث سے روایت کیا ہے
اونہوں نے سہل سے اونہوں نے اپنے
باپ سے اور نیز جعفر بن برقان کی حدیث
سے اُنہوں نے یزید بن اصم سے اور
اُن دونوں نے ابو ہریرہ سے الفاظ
مذکورہ سے مرفوعا روایت کیا ہے

ف یہ حدیث اصل ہے اس مسئلہ
کی کہ نفع باطنی میں مناسبت کو دخل
ہے کیونکہ نفع باطنی کا مدار مشاہدہ سے
الفت پر ہے اور الفت کا مدار مناسبت
پر ہے جسکو تعارف سے تعبیر کیا گیا ہے۔

حدیث سحر کے کہانے سے دن کے
روزہ پر اور قیلولہ سے شب بیداری
پر مدد حاصل کرو روایت کیا اسکو

٦٦

ابن ماجه في سننه والحاكم في صحيحه
من حديث ابي عامر العقدي
ثنا زمعة بن صالح عن سلمة
بن دهرام عن عكرمة عن ابن
عباس رفعه بهذا **ف**
اصل لما اعتاده اهل
الطريق من القيلولة

حديث استعينوا على
انجاح حوائجكم بالكتمان فان كل
ذي نعمة محسود الطبراني في
معاجيمه الثلثة وعنه وعن غيره
ابو نعيم في الحلية من حديث سعيد
بن سلام العطار عن ثور بن يزيد
عن خالد بن معدان عن معاذ
بن جبل رفعه بهذا وكذا اخرجه
ابن ابي الدنيا والبيهقي
في الشعب والعسكري في
الامثال والخلعي في فوائده
والقضاعي في مسنده
وسعيد كذبه احمد
وغيره

ابن ماجہ نے اپنی سنن میں اور حاکم نے اپنی
صحیح میں ابی عامر عقدی کی حدیث سے وہ
کہتے ہیں کہ حدیث کی ہم سے زمعہ بن صالح
نے سلمہ بن دہرام سے اونہوں نے عکرمہ
سے اونہوں نے ابن عباسؓ سے اونہوں نے
ان الفاظ سے مرفوع کیا **ف** یہ اصل ہے
اہل طریق کی عادت قیلولہ کی۔

حدیث۔ اپنی حاجات کی کامیابی
پر کتمان سے مدد حاصل کرو اسلئے کہ ہر صاحب
نعمت محسود ہوتا ہے روایت کیا اسکو
طبرانی نے اپنے تینوں معجم میں اور ابونعیم
نے طبرانی سے اور غیر طبرانی سے بھی
حلیہ میں سعید بن سلام عطار کی حدیث سے
وہ روایت کرتے ہیں ثور بن یزید سے
وہ خالد بن معدان سے وہ معاذ بن
جبل سے اونہوں نے لفظ مذکور کے ساتھ
مرفوع کیا اور اسیطرح اسکو ابن الدنیا نے
اور شعب میں بیہقی نے اور امثال میں
عسکری نے اور اپنے فوائد میں خلعی نے
اور مسند میں قضاعی نے روایت کیا
ہے اور سعید (مذکور) کو احمد وغیرہ نے

۴۷

وقال فيه العجلي لا باس
به ثم ساق طرقا
اخرى غير طريق سعيد
ثم قال والاحاديث
الواردة من التحدث
بالنعم محمولة على
مابعد وقوعها فلا
يكون معارضة لهذه
نعم ان ترتب على تحدث
بها حسده فالكتمان
اولى **ف** من عادة
اهل الطريق كتمان
الحاجة والفقر والبلاء
واظهار النعم والمنن
من الله تعالى او من
العبد وحديث
الامر بالكتمان
يشمل هذا الكتمان
ولا يأبى الشمول تعليله
بالمحسودية فانها
من

۷۸

کاذب کہا ہے اور عجلی نے اون کے
بارہ میں کہا ہے کہ اسمیں کوئی مضائقہ نہیں
پھر (عجلی نے) اور طریق بیان کیئے ہیں
علاوہ طریق سعید کے پھر انہوں نے
کہا کہ جو حدیثیں اظہار نعمت میں وارد
ہوئی ہیں وہ مابعد وقوع نعمت پر محمول
ہیں سو وہ اس حدیث کے معارض نہیں
البتہ اگر (بعد وقوع نعمت کے بھی) اسکے
اظہار پر حسد مرتب ہونے لگے) تو پھر
(بعد وقوع کے بھی) کتمان ہی اولیٰ ہے
ف اہل طریق کی عادت ہے حاجت
اور فقر اور مصیبت کا پوشیدہ رکھنا
بھی اور نعم اور منن کا ظاہر کرنا بھی خواہ
وہ من اللہ ہوں یا من العبد ہوں
(تو دونوں حدیثوں پر اون کا عمل ہے)
اور امر بالکتمان کی حدیث اس کتمان
(مذکور) کو بھی شامل ہے (گو اس کتمان
کی علت خوف حسد نہیں) اور اس
شمول سے اس کا معلل بالمحسودیہ ہونا
(جیسا حدیث میں مذکور ہے) آبی نہیں
کیونکہ وہ (محسودیہ) منجملہ حکمتوں کے

(باقی آئندہ)

مد للہ کہ میرے قلب میں گذرا کہ یہی حالت ہے ہماری عبادتوں کی کہ ہم توخوش ہوتے ہیں۔ حق تعالیٰ کی عبادت کر رہے ہیں مگر واقع میں وہ سزا کے لائق ہیں اور منہ پر مار دینے کے بل ہیں مگر وہ اپنے فضل سے ہمکو ضعیف سمجھکر قبول فرما لیتے ہیں۔

(۱۲۳) فرمایا کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات عقلی پر کفار بھی متفق ہیں بلکہ بعض واقعات سے تو معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان آپ کے کمال عقل کے جسقدر معتقد ہیں اوس سے زیادہ یہ کفار معتقد ہیں اس طرح سے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے اسقدر اسلام کو اور سلطنت کو ترقی ہوئی مسلمان تو اوسکو تائید حق کا ثمرہ سمجھتے ہیں۔ اور کفار چونکہ آپکی نبوت کے قائل نہیں اس لئے اوسکو ثمرہ آپ کے کمال عقل کا سمجھتے ہیں تو جو کام خدا کے کرنے کا ہے وہ لوگ آپ کا سمجھتے ہیں۔ مگر افسوس بعض نام کے مسلمان آپکو نعوذ باللہ عقل میں بھی کامل نہیں سمجھتے یہی وجہ ہے کہ حضور کی ہر بات میں مخالفت کرتے ہیں (جامع بالخصوص تمدن) اور معاشرت میں تو یہ لوگ اسقدر مخالفت کرتے ہیں کہ بس تو یہ اہل یورپ کی غلامی کرتے کرتے ان کے دماغ سڑ گئے حالانکہ اون کا تمدن اکثر ہمارے جناب کے تمدن سے ماخوذ ہے افسوس اُن لوگوں پر کہ ان کے نزدیک آقا کے اصول تمدن آجکل کے ضروریات زمانہ کے لیے ناکافی ہیں)

(۱۲۴) فرمایا کہ ایک مرتبہ کفار نے حضرت صدیق اکبرؓ سے کہا کہ آپنے اپنے یار کا دعویٰ بھی سُنا ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ مجھے معراج ہوئی ہے آپنے فوراً جواب دیا بیشک اگر وہ کہتے ہیں تو سچ ہے ضرور ہوئی ہے۔ کفار نے کہا کہ تم نے تو اتنی جلدی تصدیق کر دی آپنے فرمایا تمکو معلوم نہیں ہے میں تو اس سے پہلے اس سے بھی زیادہ بڑے واقعہ کی تصدیق کر چکا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس خود آسمان والے آیا کرتے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں یہ تو ادنیٰ درجہ ہے کہ ان کو آسمان پر لے گئے سبحان اللہ صحابہ کو تو اللہ تعالیٰ نے کیسے فہم عطا فرمائے ہیں۔

(۱۲۵) فرمایا ایک صاحب کا خط آیا ہے کہ صاحب خدا کے واسطے کہیں آپ بھی ہندوستان سے نہ چلے جانا۔ میں نے جواب لکھا ہے کہ جناب میری ایسی ہمت کہاں ہے

(جامع ہمیں اپنی تواضع اور محبت اللہ شریف کا ادب ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس تعلیم کے
موافق عمل کرنے کی توفیق دے)

(۱۲۶) فرمایا ایک مولوی صاحب کا خط آیا ہے۔ بیچارے بہت نیک آدمی ہیں
لکھا ہے کہ میں اپنی اصلاح کرنا چاہتا ہوں مگر فلانے مولانا صاحب منع کرتے ہیں اور جن امور
میں بچنا چاہتا ہوں بوجہ فتنے کے وہ مولانا کہتے ہیں کہ نہیں تمہیں یہی کرنا چاہیئے۔ کیونکہ لوگو
کی دلداری کرنا ضروری ہے۔ اب میں جناب سے مشورہ لینا ہوں آیا میں اپنی اصلاح اور عاقبت
کی فکر کروں۔ یا لوگوں کی دلداری کردں۔ فرمایا۔ میں نے لکھدیا ہے کہ اپنی اصلاح مقدم
ہے۔ اور یہہ بھی فرمایا کہ آجکل آپ دیکھیں گے کہ لوگ کثرت سے اس بلا میں مبتلا ہیں کہ
کسی طرح سے اپنا گروہ بڑہے۔ بس جی آجکل تو یاہی رہ گئی ہے اور فرمایا کہ امام غزالی
نے لکھا ہے کہ اے عزیز تو کیا امید کر سکتا ہے اپنی اصلاح کی جبکہ تیرا معالج ہی بیمار ہے

(۱۲۷) فرمایا ایک صاحب نے لکھا ہے کہ میں نے بہت روزوں سے جناب کو خط
نہیں بھیجا ہے میں معافی چاہتا ہوں۔ میں نے جواب لکھا ہے کہ اسمیں میرا کون نقصان
ہوا ہے جو آپ معافی چاہتے ہیں۔

۶۲

(۱۲۸) فرمایا ایک صاحب نے بہت لمبا خط لکھا ہے کہ میں جس کام میں لگ جاتا ہوں
اوسمیں ایسا انہماک ہوتا ہے کہ دوسرے کاموں کی مطلق خبر نہیں رہتی۔ دوسرے کام بالکل
ملیا میٹ ہو جاتے ہیں۔ اگر گھر کے کام کوشش کرکے کرتا بھی ہوں تو بدقت ہوتے ہیں میں نے
جواب لکھا ہے کہ جب بدقت کرنے پر قادر ہو پھر کیوں نہیں کرتے اور اوس قدرت سے
کام نہ لینے کی کیا وجہ اور فرمایا یہ ساری نفس کی شرارتیں ہیں۔ دین کے کام میں بھی لوگ راحت
دہونڈھتے ہیں۔ راحت ہوتی ہے مگر کام کے بعد ہوتی ہے۔ لوگ پہلے راحت طلب کرتے
ہیں۔ اسکی ایسی مثال ہے جیسے کوئی مریض یوں کہے کہ میں تندرست نہیں ہوتا اور دوا
پینے سے بہت دل گھبراتا ہے۔ اگر پیتا ہوں تو بدقت پیتا ہوں تو صحت بدون ازالہ مرض
کے نہو گی اور ازالہ مرض بدون دوا کے نہ ہوگا۔ مگر خدا جانے دینی امور میں لوگونکی عقل
کہاں مسخ ہوگئی ہے اور فرمایا اون صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ کوئی ایسی ترکیب بتلا دیجئے

جس سے خدا کی محبت جاگزیں ہو جاوے اور دنیا کی محبت مغلوب ہو جاوے میں نے اس کا جواب لکھا ہے کہ اس کا درجہ اختیاری مطلوب ہے یا غیر اختیاری اور یہ بھی فرمایا کہ اون کو جس حالت کی طلب ہے۔ یہ بہت مدت کے بعد کام کرنے سے ہوتی ہے وہ چاہتے ہیں کہ اول حالات پیش آجاویں۔ حالانکہ ثمرات ہیں اعمال کے اور وہ بھی غیر ضروری ورنہ ثمرات کا ظہور تو آخرت میں ہوگا یہاں تو اکثر ایک ذوق اور کیفیت پیدا ہو جاتی ہے جس سے دل خوش ہونے لگتا ہے۔

(۱۲۹) فرمایا کہ ایک مولوی صاحب کا خط آیا ہے اونہوں نے ٹانڈہ بلانیکی درخواست کی ہے احقر نے عرض کیا کہ میرے پاس بھی اون کا خط آیا ہے لکھا ہے کہ اگر کوئی بے ادبی ہوگئی ہو اور اوس کی وجہ سے مولنا ناراض ہو جاویں تو راضی کر دینا۔ اسپر حضرت والا نے فرمایا کہ یہاں تو ادب اور بے ادبی کا سلسلہ ہی نہیں۔ ہاں یہاں تو وہ بے ادبی سمجھی جاتی ہے۔ میں سارا خلاصہ عرض کیے دیتا ہوں جس میں بے ادبی کرنے والے کا ضرر ہوتا ہے۔ اور جس میں اوس کا ضرر نہیں ہوتا۔ میں اس کی کبھی پرواہ بھی نہیں کرتا ایک شخص نے عرض کیا کہ جب کسی شخص سے محبت ہو تو محب کو اوس کے قرب سے ڈرنا اسمیں تعجب معلوم ہوتا ہے۔ جب کسی شخص سے محبت ہوتی ہے تو پھر اوس سے ڈر کیسا وہ تو اگر جان بھی لے تو غنیمت سمجھا جاتا ہے۔ فرمایا جی ہاں اسکی ایسی مثال ہے جیسے کوئی کہے کہ روٹی کھانیکو تو دل چاہتا ہے مگر ہیضہ سے ڈر معلوم ہوتا ہے معلوم ہوا کہ جی ہی نہیں چاہتا اور کہا کہ ہیضہ بھی ہو جاتا تو وہ اوس ہیضہ کو بھی مبارک سمجھتا اسپر ایک حکایت بیان فرمائی کہ کسی گاؤں سے کچھ لوگ بھاگے جا رہے تھے ایک فاقہ زدہ بھی سامنے آگیا اوس نے کہا کہ تم لوگ کہاں جا رہے ہو۔ اونہوں نے کہا کہ ہم گاؤں کو چھوڑے ہوئے جا رہے ہیں۔ کیونکہ گاؤں میں ہیضہ کی بیماری ہوئی ہے اوس نے کہا کہ ہیضہ کسے کہتے ہیں انہوں نے کہا کہ ہیضہ بہت کھانے سے ہو جاتا ہے اوس نے کہا کہ ایسا مبارک مرض ہمیں کبھی نہیں ہوا۔ تو حضرت طالب کی تو یہ حالت ہوتی ہے۔

۶۲۳

(۱۳۰) ایک شخص نے عرض کیا کہ حضرت جیسے طالب علموں کو طلب علم میں اجر ملتا ہے مسائل دریافت کرنے میں بھی اجر ملتا ہے یا نہیں فرمایا کہ جی ملتا ہے یہ بھی تو طلب علم ہی ہے۔ علم صرف عربی حاصل کرنے کا نام تھوڑا ہی ہے جس بات میں طلب دین ہو وہی طلب علم ہے۔

(۱۳۱) فرمایا۔ ایک صاحب لکھتے ہیں کہ آپنے بہت دنوں سے خط نہیں بھیجا مینے جواب لکھا ہے کیا مینے ابتداءً نہیں بھیجا یا آپ کے خط کا جواب نہیں دیا۔ (جامع) اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ حاکم حکیم خود لوگوں سے دریافت کرتے پھریں کہ تم علیل تو نہیں ہو یا تمہارا مقدمہ تو نہیں ہے۔

(۱۳۲) فرمایا کہ احوال صحیح جب ہوتے ہیں جب عمل دین کے موافق ہوتا ہے۔ اصلی پہچان یہی ہے (جامع) سب حال قال سنت کے موافق ہو یہی مقصود ہے نیا حال نیا قال نیا عمل سب مردود ہیں سنت پر عمل کرکے ان سب کو مٹا دینا چاہیئے۔

(۱۳۳) فرمایا ایک صاحب کا خط آیا ہے وہ بے چارے بیمار ہیں لکھا ہے کہ بیماری کیوجہ سے وظائف و اوراد بالکل نہیں ہوتے بہت قلق ہے۔ فرمایا۔ میں نے جواب لکھا ہے کہ بعض مرتبہ امراض سے وہ نفع ہوتا ہے جو اوراد سے نہیں ہوتا۔ اور حاضرین کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ اس طریقہ کا اصول یہ ہے۔ کہ پریشان کی تسلی کیجاوے اور جو شخص بے فکر ہو اس میں فکر پیدا کیجاوے۔ آجکل چونکہ لوگ فن سے واقف نہیں ہیں اس لیئے ان باتوں کی قدر نہیں کرتے اور مجھے تو پریشان کی حالت پر اسقدر رحم آتا ہے کہ خود پریشان ہوجاتا ہوں اور جیسے اپنی پریشانی بری معلوم ہوتی ہے ایسے ہی دوسروں کی پریشانی بری معلوم ہوتی ہے۔ جن لوگوں کو کبھی پریشانی نہیں ہوئی ہو وہ دوسروں کی پریشانی کی کیا قدر کریں گے ؎

اے ترا خارے بپا نشکستہ کے دانی کہ چیست　　حال شیرانے کہ شمشیر بلا بر سر خورند

یہ لوگ اگر خود پریشان ہوتے اور خود ان کے مشورہ پر انہیں کو عمل کرنا پڑتا جب معلوم ہوتا۔ چونکہ کبھی پریشانی دیکھی نہیں ہے اس لیئے جو جی میں آتا ہے کہہ دیتے ہیں۔

(باقی آئندہ)

ح) سوال۔ جب اہل اسلام کے کلمہ میں خدا کے نام کے ساتھہ رسول کا نام بھی موجود ہے۔ اور
بلا دونوں کے مانتے ہوئے مسلمان نہیں شمار کیا جاتا تو اسکو کلمہ توحید کہنا کیا معنے جبکہ خدا
کے ساتھہ دوسرے کا ماننا بھی ضروری ہے۔ پہر دوسروں کو مشرک اور اپنے آپ کو موحد کیسے
کہا جاتا ہے۔

جواب۔ ماننے کی تشریح کیجئے۔ اگر مطلقاً خدائے تعالیٰ کے نام کے متصل دوسرا لفظ آجانا مانتے
میں داخل ہے تو محمد رسول اللہ پر کیوں اعتراض کیا لا الہ الا اللہ ہی پر یہ اعتراض کیوں نکر دیا
کہ اس جملہ میں اللہ کے نام کے ساتھہ دوسرے الفاظ لا اور الہ اور الا ہیں تو یہ کلمۂ توحید
نرہا۔ کیوں ان الفاظ کا ماننا بھی لازم آگیا۔ اور یہ خدا کے ساتھہ دوسرے کو ماننا ہے۔
اور یہ۔ الفاظ مقصود نہیں ہوتے الفاظ کے جڑنے سے ایک معنی پیدا ہوتے ہیں اوس
معنے کو دیکھنا چاہیئے اگر اوسمیں کوئی خرابی نہیں تو اعتراض نہیں ہوسکتا اور اگر اوس میں
کوئی خرابی ہے تو بیشک اعتراض ہوگا لا الہ الا اللہ میں الفاظ کے جڑنے سے یہہ
معنے پیدا ہوئے کہ پوجن کے قابل سوائے خدا کے کوئی نہیں یہی ترجمہ ہے توحید کا تو اس
جملہ پر کیا اعتراض ہوسکتا ہے۔

نہم) جب اعتبار معانی کا ہے تو محمد رسول اللہ کے معنے پر کیا اعتراض ہے کیونکہ اس کا
ترجمہ یہہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ رسول کے معنی ہیں پیغام پونہچانے
والا۔ پیغام والے کا نہ برابر درجہ کا ہوتا ہے نہ اوس کا شریک ہوتا ہے نہ اوسکو اوس کے
کام میں کچہہ دخل ہوتا ہے پہر اس سے نعوذ باللہ شرک کیسے لازم آیا۔ بلکہ درحقیقت یہ کلمہ مرکب
مختصر ہے اصل کلمہ یہہ ہے أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ
وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ میں دل سے
اقرار کرتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے وہ بالکل اکیلا ہے کوئی شریک اس کا
نہیں۔ اور دل سے اقرار کرتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اوس کے بندے ہیں اور اوس کے
رسول ہیں جسطرح اول میں نفی شرک کے لیے حصر جو الا اللہ کلمہ استثنا سے حاصل ہوا وہی
کافی تہا مگر تاکید اً وحدہ لایا گیا اور اوسپر بھی بس نہیں کیا گیا لا شریک لہ کے ساتھہ

۱۷۷

(ح) دوسری تاکید کی گئی۔ اور جسزو دوم میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ دو لفظ عبدہ ورسولہ لائے گئے۔ لفظ رسول ہی اسپر دلالت کرتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے کسی کام میں شریک نہیں کیونکہ پیغام پونہچانے والا پیغام بھیجنے والے کا شریک یا برابر نہیں ہوا کرتا جیسا کہ اوپر بہی کہا گیا۔ لیکن لفظ رسول ہی پر بس نہیں کیا گیا عبدہ کا لفظ بہی بڑہایا گیا تاکہ اور تصریح اور تاکید ہوجائے اس بات کی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ذات الٰہی کے ساتھہ کسی قسم کی مساوات نہیں ہے بلکہ وہی تعلق ہے جو تمام مخلوق کو ذات الٰہی کے ساتھ ہے یعنی بندہ ہونے کا۔ اور لطف یہہ ہے کہ عبدہ کو مقدم رکہا گیا ہے رسولہ سے تاکہ بعید ہو اس معنی کے ایہام سے کہ شاید رسول ذاتی عزت اور کچھہ اپنی ذات سے مناسبت رکہنے کی وجہ سے بنایا ہو جیسے کہ بادشاہ لوگ کبھی کوئی پیغام اپنے بہائی یا بیٹے کی معرفت بہیجا کرتے ہیں لفظ عبدہ سے اس کا بالکل ازالہ ہوگیا کیونکہ ثابت ہوگیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی علاقہ ذات الٰہی کے ساتھ سوائے عبدیت کے نہیں اللہ غنی مطلق ہوتا ہے اور عبد محتاج مطلق اور یہہ معنی لفظ عبدہ سے اوس صورت میں بہی ادا ہوجاتے کہ لفظ رسولہ سے موخر ہوتا چہ جائیکہ اوسکو لفظ رسولہ سے مقدم بہی رکہا گیا کہ اب کسی قسم کے ابہام کے ایہام کی بہی گنجایش نہیں رہی میں نہیں سمجھہ سکتا کہ توحید کے اثبات اور شرک کی نفی کی اتنی تاکیدات اور رفع ابہامات کے بعد بہی یہہ کہنا کہ کلمہ اسلام میں (نعوذ باللہ) شرک موجود ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کے ساتہہ ماننا لازم آتا ہے۔ یہہ کیا معنی رکہتا ہے مطلق لفظ اللہ کے ساتہہ اتصال سے تو کچھہ نہیں ہوتا جیسا کہ آپ بہی مان چکے اور کہہ چکے کہ اعتبار معنے کا ہے نہ کہ الفاظ کے اتصال کا جبکہ کلمہ کے جزو دوم کے معنے یہہ ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے بندے ہیں تو اسمیں تو شرک کی نفی ہوئی شرک لازم کیسے آیا۔ یا کسی لغت میں نفی کے معنے اثبات آئے ہیں اصل کلمہ اشہد ان لا الہ الا اللہ الخ کا تو ایک ایک لفظ توحید کو پکار رہا ہے۔ اوس کا اختصار لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے۔ لفظ رسول اللہ اسمیں بہی دفع شرک کیلیے کافی ہے جیسا کہ اوپر کہا گیا ہے۔

آگر یہہ۔ ہم کہتے ہیں کہ تہوڑی دیر کے لئے مان بہی لیا جاوے کہ محمد رسول اللہ سے باعتبار

۱۷۸

ح) مدلول کے خدا کی برابری لازم نہیں آتی۔ لیکن اِس جملہ کو کلمہ اسلام کا جزو قرار دینا کچھہ معنے
رکھتا ہے جبکہ آپ کا مسلم مسئلہ ہے۔ صرف لا الہ الا اللہ مسلمان ہونے کے لیے کافی نہیں
بلکہ محمد رسول اللہ کہنا اور ماننا بھی ضروری ہے (اور بلا اس کے صرف لا الہ الا اللہ کہنے والا
ور یہودی اور نصرانی اور مجوسی اور بت پرست سب برابر ہیں تو اس کا حاصل یہی تو ہوا
کہ صرف خدا کا ماننا کافی نہیں محمد صاحب (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ماننا بھی ضروری ہے۔ پھر
ماننے میں مساوات ہوگئی یا نہیں اور مساوات ہی کا نام شرک ہے۔

ہم۔ پھر وہی مغالطہ دیتے ہو کہ ماننے کے لفظ کو مبہم رکھتے ہو اسکے آگی قید عبدہ
ورسولہ کی کیوں اُڑا دیتے ہو مع اوس قید کے کہو تو ہم تسلیم کرتے ہیں کہ ذات خداوندی کے
ماننے کے ساتھہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننا بھی ضروری ہے کیونکہ اِس قید کے بعد
معنے کلمہ کے یہہ ہُوے کہ خدا کی ذات معبود واحد ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا نہیں
ہیں بلکہ اوس کے بندے اور پیغامبر ہیں۔ اسکو ہم بصدائے بلند کہتے ہیں کہ جانتک
کوئی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اِس طرح نہ مانے گا وہ مسلمان نہیں۔ پس اگر کوئی آپ کو بندہ نہ
مانے بلکہ ذاتِ خداوندی کی کسی صفت میں بھی مشارک و مماثل و مداخل مانے حتے کہ اگر یہہ ہی مانے
کہ آپ ایک ذرہ کے ہلانے پر بھی بالذات بلا اذن خدائے تعالے کے قادر ہیں تو وہ ویسا ہی
مشرک ہے جیسے پتھر کو یا گنگا و جمنا کو پوجنے والا۔

۱۷۹

آریہ۔ اگر یہ بات ہے کہ کلمہ اسلام میں محمد رسول اللہ اسواسطے ملایا گیا ہے کہ محمد صاحب
صلی اللہ علیہ وسلم اسے خدا ہونے کی نفی کیجاوے تو اس نفی میں محمد صاحب (صلی اللہ
علیہ وسلم) ہی کی کیا خصوصیت ہے تمام مخلوق سے خدائی منفی ہے تو کلمہ اسلام یوں ہوتا
لا الہ الا اللہ المخلوق کلھم عباد اللہ تاکہ یہہ ایہام نہوتا کہ محمد صاحب (صلی اللہ علیہ وسلم) کو
ماننا ایسا ہی ضروری ہے جیسے خدا کو۔

ہم۔ اگر کلمہ اسلام اس طرح ہوتا جیسے آپنے کہا یا اب اِس طرح کر دیا جاوے
تب تو آپکو کوئی اعتراض نہ رہے گا۔

آریہ۔ نہیں۔

(ح) ہم - فرّ من المطر وقر تحت المیزاب (یہ ایک مثل ہے معنے یہ ہیں کہ بہاگا بارش سے اور ٹھیر گیا پرنالہ کے نیچے) اب آپ اس کا کیا جواب دیں گے کہ محمد رسول اللہ جز و کلمہ ہونے میں تو آپ کے نزدیک یہہ ایہام ہوا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ماننا بھی خدائے تعالیٰ کے ماننے کے ساتھہ ضروری ہے۔ المخلوق کلہم عباد اللہ لگانے کی صورت میں یہ ایہام کیوں نہو گا کہ خدائے تعالےٰ کے ساتھہ کل مخلوق کا اور ہر ہر فرد کائنات کا ماننا ضروری ہے۔ اگر اوس صورت میں نعوذ باللہ ایک شرک کا ایہام تہا تو اس صورت میں ہزاروں لاکہوں شرکوں کا ایہام ہوسکتا ہے۔

آریہ - ہم تو یہ کہتے ہیں کہ دونوں جملوں کی ضرورت نہیں - دین نام خدا کو ماننے کا ہے اس کے لیے لا الہ الا اللہ کافی ہے - باقی رد و اہد ہیں -

ہم - وہ قول تو آپ کا غلط ہو گیا کہ المخلوق کلہم عباد اللہ کہنے کی صورت میں کوئی اعتراض نہیں - ایک اعتراض کی جگہ ہزاروں اعتراض لازم آگئے - اور یہہ کہنا بہی غلط ہے کہ تم دین صرف خدا کے ماننے کو سمجہتے ہو اول تو تم خدا کے ساتھہ اور دو چیزوں کو شریک کرتے ہو یعنی روح اور مادہ کو کہ اون کے واسطے بہی صفت قدم ثابت کرتے ہو - اور قطع نظر اس سے اگر یہہ کہنا تمہارا صحیح ہے کہ دین صرف خدا کے ماننے کا نام ہے تو دیگر اقوام کو شدہ کیوں کرتے ہو خدا کو تو سب ہی مانتے ہیں پہر تم میں اور اون میں کیا فرق تہا جسکو دور کر کے اپنے میں ملاتے ہو۔

۱۸۰

آریہ - ہم میں اور اون میں یہ فرق تہا کہ گو وہ خدا کو مانتے تہے لیکن بعض غلطیوں میں مبتلا تہے ہم اون کے سامنے ایک مکمل قانون رکہتے ہیں جس میں نیکی کرنے کی تعلیم ہے - یہہ تعلیم اون کو اس کے بغیر حاصل نتہی نہ اب اوس کے بغیر حاصل ہوسکتی ہے اوس قانون کا نام وید ہے -

ہم - یہ تعلیم اس طرح بہی تو ہوسکتی ہے کہ جب وہ خدا کو مانتے ہیں تو بقول آپ کے دین تو اون کا مکمل ہے نیکی کی تعلیم باقی ہے نیکی کی تعلیم اون کو وید سے دیدو - اور نیکی کرنے کے طریقے بتادو تبدیل مذہب کی کیا ضرورت ہے

احادیث تصوف کی کسوٹی

یعنی

التشرف بمعرفۃ احادیث التصوف

آجکل خصوصیت سے تصوف کے بارے میں جو افراط تفریط ہو رہی ہے اسکی اصلاح میں امام العلماء رئیس الاتقیاء محی السنۃ طبیب الملۃ سراج الملۃ حکیم الامۃ مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی مدفیوضہم نے ہمیشہ خاص توجہ مبذول رکھی ہے اصول و احکام تصوف ثابت فرما کر منکرین کو ان کی تعمیل پر آمادہ کیا کم ہمتوں کیواسطے آسان سے آسان طریق تجویز کرکے تسہیل فرمادی ناقصوں کو تکمیل کیطرف توجہ دلائی۔ غلو کرنے والوں کو تعدیل کا امر فرمایا۔ غرض ہر شخص پر مواعظ و مضامین ملفوظات وغیرہ ہر طریقہ کے ساتھ حجت تمام کردی جیسا کہ حضرت مولانا موصوف دام ظلہم العالی کی تصانیف سے مستفید ہونے والے حضرات پر خوب روشن ہے خاصکر جن لوگوں نے التکشف اور تربیۃ السالک کلید مثنوی اور مواعظ کو دیکھا ہوگا ان کے سامنے کسی کتاب کی خوبی بیان کرنے کے لئے اس سے زیادہ ضرورت نہیں ہے کہ مولنا موصوف کی تصنیف ہونا ثابت کردیا جائے۔

اسوقت یہ ایک نئی تالیف چھپی ہے اسلئے شائقین کی اطلاع کیلئے اعلان کیا جاتا ہے علامہ موصوف نے اس کتاب میں تصوف سے تعلق رکھنے والی حدیثوں کی تحقیق فرمائی ہے جس سے حدیثوں کا صحیح ہونا معلوم ہوکر منکرین تصوف کا انکار کافور ہوجاتا ہے اور جو روایت دراصل حدیث نہ تھی بلکہ کسی بزرگ کا قول تھا اور غلطی سے عوام نے اسکو حدیث مشہور کردیا ہے اسکی اصلیت ظاہر فرمانے کے ساتھ ہی یہ بھی تحریر فرمادیا ہے کہ بزرگوں کا یہ قول فلاں دلیل شرعی سے ثابت ہے اصل کتاب عربی میں ہے۔ دوسرے کالم میں خود حضرت مولف سلمہ ہی کا ترجمہ ہے اس صورت سے ہر طبقہ کے لیے نفع عام اور تام ہوگیا ہے + اس نایاب ذخیرہ کو شائقین تصوف جلد از جلد منگا کر حرز جان بنائیں اور منکرین تصوف بھی ضرور اسکو ملاحظہ کرکے اپنی علمی و عملی غلطی کو زائل کریں۔ ضخامت ۱۴۷ صفحات۔ قیمت ایک روپیہ محصول ڈاک چار آنے۔

المشتہر۔ محمد عثمان تاجر کتب دریبہ کلاں دہلی